نمبر ۲۴ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۰ جولائی ۱۹۰۶ء مطابق ۱۷ جمادی الاول ۱۳۲۴ھ یوم شنبہ | جلد ۱۰

تازہ الہامات

(۱) ادعونی استجب لکم - ترجمہ - مجھ سے دعا مانگ میں قبول کرونگا

(۲) اِنِّیْ مَعَ الْاَفْوَاجِ اٰتِیْکَ بَغْتَۃً - ترجمہ - میں فوجوں سمیت تیرے پاس اچانک آؤنگا۔ شب ما قبل ۸ جون ۱۹۰۶ء میرا لڑکا مبارک احمد خسرہ کی شدت عوارض کیوجہ سے سخت تکلیف میں تھا اور شدت خارش سے اپنے بدن کی بوٹیاں توڑتا تھا اور نیند نہیں آتی تھی اور سخت اضطراب اور گھبراہٹ تھی۔ اسوقت میں نے اسکے لئے دعا کی۔ ابھی میں دعا میں مشغول ہی تھا کہ کشفی حالت مجھ پر طاری ہو گئی اور دیکھا کہ مبارک احمد کے بستر پر چھوٹے چوہوں کی شکل پر بہت سے جانور ہیں اور اس کو کاٹ رہے ہیں تب ایک شخص نے وہ سب جانور بستر پر سے اٹھا کر ایک چادر میں باندھ دئے اور کہا کہ ان کو پھینک دو۔ پھر کشفی حالت جاتی رہی اور میں نے دیکھا کہ لڑکا آرام میں آ گیا اور تکلیف کا نام و نشان نہ رہا اور آرام سے سو گیا۔ فالحمد للّٰہ علیٰ ذالک۔

اطلاع

جناب منشی عبد العزیز صاحب دہلوی مصنف حیرت کی حیرانی دہلی سے آگے کلکتہ کیطرف سفر کریں گے اور اس سفر میں ایک کام کو انہوں نے ابتغاءً لوجہ اللّٰہ اختیار کیا ہے۔ یعنی یہ کہ میگزین کے متعلق جا بجا اشاعت اور اعانت کی تحریک کرنا۔ سو ایسے احمدی احباب کیخدمت میں جنکے پاس منشی صاحب موصوف پہنچیں التماس ہے کہ وہ انکی ہر طرح سے مدد کریں۔ وہ ایک کافی تعداد اشتہارات کی ساتھ لے گئے ہیں جنکو وہ جا بجا تقسیم کرینگے اور اس کے علاوہ اپنے دوستوں سے اعانت میگزین کا چندہ بھی وصول کرینگے۔ اس طرح سے ایک حد تک اس تجویز کی بھی تکمیل ہو جائیگی جو منشی ذوالفقار علی خانصاحب نے کچھ عرصہ ہوا کی تھی کہ اپنے دوستوں میں سے کوئی شخص سفر کرکے جا بجا اعانت کے لئے تحریک کرکے چندہ فراہم کرے۔ امید ہے سب دوست اس کار خیر میں بھی حصہ لیں گے۔ اور منشی صاحب موصوف کو بھی مدد دیکر ممنون فرماوینگے۔

الملتمس - محمد علی

دارالامان کا ہفتہ

(۱) حضرت اقدس کی طبیعت اب بفضلہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے تین چار روز سے نماز ظہر و عصر کے وقت مسجد مبارک میں تشریف لاتے ہیں آپ کی خدمت میں ایک پادری صاحب کا خط آیا ہے جو ظاہر کرتے ہیں کہ محض حضور کی تعلیم کے ذریعہ آنپر عیسوی مذہب کا بطلان ثابت ہو گیا ہے۔

(۲) الحمد للّٰہ - اب رسالہ حقیقۃ الوحی قریب الختم ہے۔

(۳) حضرت مولوی نور الدین صاحب کا درس قرآن شریف حسب معمول مسجد اقصیٰ میں روزانہ ہوتا ہے۔

(۴) مدرسہ تعلیم الاسلام بتقریب موسمی تعطیلات کے ۱۴ جولائی کو اکیس یوم کیواسطے بند کیا جاوے گا۔

گذارش

اکثر دیکھا جاتا ہے کہ خریداران الحکم خط و کتابت میں نمبر خریداری نہیں دیتے ہیں جس سے بہت دقت فضول ضائع ہو جاتا ہے۔ لہذا گذارش ہے کہ جملہ خریداران خط و کتابت میں نمبر خریداری جو پتہ کی چٹ پر مطبوعہ یادستی ہوتا ہے ضرور دیا کریں۔ احباب کی ایک تھوڑی سی توجہ سے کلرک کو بہت سہولت ہو سکتی ہے۔ امید ہے کہ ہمارے احباب آئندہ خط و کتابت میں نمبر خریداری کو یاد کرکے دیا کریں۔ فقط والسلام

مینیجر

(کتبہ محمد حسین خوشنویس)

مولوی اشرف علی صاحب تھانوی اور محال عقلی

رسالہ خطاب الملیح میں مولوی اشرف علی تھانوی نے لکھا ہے کہ جسم عنصری کا آسمان پر جانا محال عقلی نہیں۔ محال عادی کو تو اونھوں نے خود تسلیم کیا ہے۔ محال شرعی اور محال عقلی کے لئے فرماتے ہیں کہ دلیل لانا چاہئے۔ ایسا لکھنا اونکی قلت تدبر اور ناواقفیت پر دال ہے۔ اگر اونہوں نے ہمارے سلسلہ کی کتابیں اور حضرت اقدس علیہ السلام کی تصانیف کا اکثر حصہ دیکھا ہوتا تو شاید دلیل نہ مانگتے۔ میں ناظرین الحکم سے وعدہ کر چکا ہوں کہ خطاب الملیح پر ایک مفصل ریویو لکھکر پیش کرونگا چنانچہ لفظ قمر کی بحث ۲۸-۳۰ اپریل کے الحکم میں ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ اسیطرح اسوقت محال عقلی کی نسبت کچھ ہدیہ ناظرین کرتا ہوں اور ایسے ہی انشاء اللہ تعالےٰ ایک ایک کرکے مولوی اشرف علی صاحب کے مغالطوں کی تمام حقیقت کھل ہی جائے گی۔ وہ فرماتے ہیں "کونسی دلیل عقلی نے اسکی نفی کی ہے؟ کونسی دلیل شرعی اس کا انکار کر رہی ہے۔ انشاء اللہ تعالےٰ قیامت تک کوئی دلیل اسپر قائم نہ ہو سکیگی" افسوس ہے کہ آجکل ایسے ایسے محدود قابلیت کے شخص کو ہی ہمارے ہموطن بھائیوں نے اپنا مقتدا و پیشوا اور عالم متبحر سمجھ رکھا ہے۔ اگر قرآن پاک کی صرف ایک آیت قل سبحان ربی هل كنت الا بشرا رسولا کے معنی اور شان نزول سے واقفیت ہوتی تو ایسی دلیری کے ساتھ دلیل شرعی کا مطالبہ نہ کیا جاتا ہماری جماعت کے بچے بھی اس جسم خاکی کے رفع الی السماء کا شرعاً محال ہونا ثابت کر سکتے ہیں اسوقت یہی جی چاہتا ہے کہ محال عقلی کے متعلق کچھ عرض کیا جائے کیونکہ مولویصاحب نے کسی تیز چیز مثل آگ کے اندر سے بار بار انگلی نکالنے اور صدمہ نہ پہونچنے کی قابل مضحکہ دلیل بڑے ناز کے ساتھ تصنیف فرماکر تحریر کی ہے اور لکھا ہے کہ "فلسفہ میں یہ طے ہو چکا ہے کہ سرعت حرکت کی کوئی حد نہیں" مجھکو مولوی اشرف علی صاحب کی قابلیت پر رحم آتا ہے کہ وہ خود تو فلسفہ سے قطعی ناآشنا معلوم ہوتے ہیں اور دیدہ دلیری کے ساتھ لکھتے ہیں کہ فلسفہ میں سرعت حرکت کی کوئی حد نہیں جس سے وہ نتیجہ نکالنا چاہتے ہیں کہ جسمات کی حرکت کے لئے زمانہ کی ضرورت نہیں اگر حرکت جسمات کے لئے زمانہ کا لزوم مانا جائے تو مولویصاحب کے استدلال کا شیرازہ پریشان ہوا جاتا ہے۔ خیر یہ تو نہایت سطحی خیال لوگوں کی سی باتیں ہیں اور جو لوگ علم حرکت سے واقفیت رکھتے ہیں وہ سمجھ سکتے ہیں کہ یہ کس قسم کی بات ہے۔ کیونکہ کسی جسم کی حرکت خالی فضا میں فرض نہیں کی جاسکتی جبکہ خالی فضا کا ہی وجود نہیں بلکہ حرکت کے معنے (بحیثیت وقوع نہ بحیثیت فرض) ہیں ایک جسم کا دوسرے جسم کو ہٹا کر اوسکی جگہ لینا نہ یہ کہ ایک جسم کا دوسری خالی جگہ لینا اور اسکے لئے وقت کا لزوم ثابت کرنا آسان بلکہ ظاہر ہے۔ علاوہ ازیں بفرض محال مولوی صاحب کے اس استدلال کو تسلیم بھی کر لیا جائے تو اون کا کام تب بھی نہیں چلتا اور عیسیٰ علیہ السلام کا جسم عنصری پھر بھی آسمان پر نہیں جاسکتا۔ اب کسیقدر ضروری تفصیل کے ساتھ جسم عنصری کے آسمان پر جانے کا محال عقلی ہونا بیان کیا جاتا ہے مولوی اشرف علی صاحب کے لئے بڑا اچھا موقع ہے کہ وہ اس مضمون کی تردید اور اپنے خطاب الملیح کے فقرات کی تائید میں اپنی فلسفہ دانی کا اظہار فرمائیں۔ اے سخن ور سخن فہم ادھر دیکھ!! خدا تعالےٰ فرماتا ہے ولکم فی الارض مستقر ومتاع الی حین۔ اس آیت سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ خدا تعالےٰ نے زمین میں ایک ایسی کشش رکھدی ہے کہ وہ مجسمات کو اپنی ہی طرف کھینچتی ہے۔ کشش زمین جسکے تحقیق و معلوم کرنے کا فخر علماء یورپ نیوٹن کو دے رہے ہیں میں کہتا ہوں قرآن شریف میں نہایت کامل اور جامع طریقہ سے مذکور ہے مگر اسوقت میرا منشاء صرف اسی قدر ہے کہ مسئلہ زیر بحث کے متعلق مخالفین کی فلسفہ دانی کا اندازہ کیا جائے قرآن فہمی و تفسیر دانی دوسرے وقت دیکھی جائے گی۔ (اور ان حاملان اسفار کی قرآن فہمی تو عرصہ سے ہماری جماعت دیکھ رہی ہے)۔ کشش زمین جس سے زمین اشیاء کو اپنی طرف کھینچتی ہے اوس کے مرکز پر منتہی ہوتی ہے مکانوں اور دیواروں کا قائم رہنا۔ پانی کا نشیب کی طرف بہنا لوہے کا پانی میں ڈوب جانا اور لکڑی کا پانی پر تیرنا۔ ہوا میں طبقات کا ہونا اور ہر زیرین طبقہ کا بالائی طبقہ سے زیادہ کثیف ہونا۔ بیلون میں بیٹھکر آدمی کا ہوا میں اڑنا اور پھر اتر آنا (اس موقع پر جاہل اور جامد طبع لوگ کہینگے اسیطرح حضرت عیسیٰ کا آسمان پر جانا ممکن ہے مگر ایسے سخت جاہل کو میں اپنا مخاطب نہیں بناتا) زلزلہ سے مکانات کا گرنا وغیرہ وغیرہ یہ سب کشش زمین کے کرشمے ہیں فرض کرو مثلاً میرے جسم کا وزن ڈیڑھ من اور مولوی اشرف علی کے جسم کا وزن دو من ہے۔ یہ بھی کشش زمین ہی کا نتیجہ ہے۔ کشش زمین نہ ہوتی تو میرے اور مولویصاحب کے وزن میں فرق نہ ہوتا۔ کشش زمین ہی کے باعث ہوا میں طبقات پیدا ہوئے ہیں اور انسان ہوا کے زیرین طبقہ میں (جو سطح زمین سے متصل ہے) پیدا ہونے اور زندگی بسر کرنے کے لئے ہے۔ اسواسطے ہوا کے لطیف طبقہ میں پہونچکر (جہاں ہوا کا دباؤ بہت کم ہو جاتا ہے) وہ زندہ نہیں رہ سکتا۔ ہوا کا دباؤ کم ہو جانیکے باعث صرف چند ہزار فٹ بلندی پر جاتے ہی پھیپھڑہ پر مضر اثر پڑتا ہے چنانچہ جسقدر عرصہ میں ہم سطح زمین پر ایکمرتبہ سانس لیتے ہیں اٹھارہ ہزار (۱۸۰۰۰) فٹ بلندی پر پہونچکر اوتنی دیر میں دو بار سانس لینا پڑتا ہے اسکے بعد اسیطرح دماغ پھر دل بیکار ہو جاتا ہے نہ عقل قائم رہ سکتی ہے نہ ہوش۔ اسوقت تک پہاڑوں پر کوئی شخص چوبیس ہزار (۲۴۰۰۰) فٹ سے زیادہ بلندی پر نہیں چڑھ سکا اور بیلون میں بیٹھکر سینتیس ہزار (۳۷۰۰۰) فٹ کے زیادہ بلندی پر کوئی نہیں جاسکا حرارت آفتاب بوجہ ہوا کی کثافت کے قائم رہتی ہے جسقدر ہوا میں اجزائے کثیفہ کم ہونگے حرارت کم ظاہر ہوگی۔ ہوا کے اجزائے کثیفہ طبقات زیرین میں بتدریج زیادہ اور بالائی طبقات میں اسیطرح کم ہوتے گئے ہیں۔ چنانچہ زمین کے طبقہ حارہ پر بھی صرف پندرہ ہزار (۱۵۰۰۰) فٹ بلندی پر پانی برف بن جاتا ہے جسکو طبقہ زمہریر کہا جاتا ہے اور اس طبقہ کی سردی اوپر کو بتدریج زیادہ ہوتی گئی ہے۔ اسی طبقہ یعنی طبقہ زمہریر کے سب سے زیرین خط (اسجگہ خط سے مراد سطح ہے) یا سب سے گرم خط کو خط دائم الثلج کہتے ہیں۔ اجزائے مائیہ یعنی بخارات کا اس خط سے اوپر پہونچنا غیر ممکن ہے۔ اگر کوئی شخص زیادہ تیزی سے طبقہ زمہریر کو طے کرنا چاہے گا تو اوسی قدر زیادہ عجلت اور سختی سے اوسپر ہلاکت کا اثر ہوگا۔ اگر کوئی جسم مثلاً لکڑی یا پتھر وغیرہ زمین سے جدا ہو کر آسمان کیطرف جانا چاہے یا یوں سمجھئے کہ بیلون میں صرف ایک پتھر باندھکر یا خالی بیلون کو آسمان کیطرف جانے کے لئے چھوڑ دیا جائے تو جب تک اوس کے اندر کی ہوا گرم اور بیرونی ہوا سے ہلکی ہے اوسوقت تک بیلون اونچا ہوتا جائیگا مگر پھر ایک خاص بلندی تک پہونچکر ہوا کا وہ طبقہ آئیگا کہ جہاں کی ہوا خود اسقدر ہلکی ہے کہ اوس سے زیادہ ہوا کا ہلکا کرنا یا کوئی ایسا ہی ہلکا جسم (جو زمین پر دستیاب ہو سکے) فرض کرنا غیر ممکن ہے۔ اوس طبقہ تک نہ بیلون جاسکتا ہے نہ لکڑی نہ اور کچھ بلکہ لکڑی کریچ وغیرہ اجسام ریزہ ریزہ ہو کر غبار کی شکل میں زمین کیطرف آئینگے۔ اب اگر لکڑی پتھر وغیرہ کو چھوڑکر حضرت انسان کے صعود کو دیکھیں تو یہ بیچارے اڑتیس ہزار (۳۸۰۰۰) فٹ بلندی تک بھی نہیں جاسکتے اول تو تنفس ہی دشوار ہوگا۔ آگے چلکر دماغ بیکار۔ اوس سے آگے چلکر جسم کی کھال خشک ہونی شروع ہوگی اور جسم مشک یا کپے کیطرح پھول کر پاش پاش ہو جائیگا۔ پھر گوشت۔ پوست اور ہڈیاں وغیرہ سب غبار ہو کر اڑ جائینگے یا کم سے کم کوئی چیز بھی حالت اصلی پر تو ہرگز نہ رہیگی اور یہ سارے مراحل زمین سے ہزار دو ہزار کوس بلند ہونے پر نہیں بلکہ زیادہ سے زیادہ دس پندرہ ہی کوس یا اسی کے قریب کسیقدر کم یا زیادہ بلندی پر طے ہو جائینگے اور ان سب واقعات کے لئے وقت یا زمانہ کی بس اوسی قدر ضرورت ہے جسقدر جسطرح مولوی اشرف علی صاحب اجسام کی حرکت کے لئے زمانہ کی ضرورت تسلیم کریں۔ ابھی یہ سوال بھی باقی ہے کہ کشش زمین کا مضبوط رسّا جو ہر جسم کی گردن میں پڑا ہے یا ٹانگ سے بندھا ہے وہ کسطرح کسی جسم یا کسی انسان یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر جانے دیگا۔ اور پھر کشش زمین ہی نہیں نیر اعظم کی کشش (جسنے زمین جیسے بڑے سیارے کو بھی اپنی طرف کھینچ رکھا ہے) کا بھی مقابلہ کرنا پڑیگا کیونکہ اس نظام شمسی کا مرکز آفتاب ہے۔ حضرت عیسیٰ اگر کشش زمین کی حدود سے باہر چلے بھی گئے تو راستہ میں اگر کوئی دوسرا سیارہ قریب ہوا تو وہ فوراً کھینچ لے گا ورنہ آفتاب اپنی طرف کشش کریگا اور ظاہر ہے کہ آفتاب پر روئے زمین کا کوئی ذی روح زندہ نہیں رہ سکتا۔ آفتاب تو آفتاب زہرہ اور عطارد میں بھی بوجہ قرب آفتاب اسقدر حرارت ہے کہ یہاں کے ذی روح کا ان سیاروں میں زندہ رہنا غیر ممکن ہے۔ علاوہ ازیں زمین گول ہے اور اسکا متحرک بہ حرکت محوری و دولابی ہونا خود اسکے نام ارض سے ثابت ہے (کیونکہ زبان عرب میں ارض اوس کیڑے کو کہتے ہیں جسکا نام ہندی میں گھن ہے اور جو لکڑی کے کاٹنے کی حرکت سے ایک دم کے لئے بھی ساکن نہیں ہوتا اسیطرح زمین کی حرکت میں بھی کبھی سکون نہیں) پس جبکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین کو اپنے جانب تحت چھوڑ کر آسمان کی طرف یعنی اپنے جانب فوق صعود فرما ہونگے تو بارہ گھنٹے کے بعد ملک شام (جہاں سے اونکا آسمان پر اٹھایا جانا ہے) کے آدمیوں کے جانب تحت یعنی نیچے ہونگے۔ سر کے جانب کی سمت فوق اور قدم کے جانب کا تحت کہلاتی ہے اور زمین مدور و متحرک ہے اسلئے زمین والے فوق و تحت کی کوئی حقیقی سمت قائم ہی نہیں کر سکتے اور آسمان کے کسی مقام یا کسی سیارے وغیرہ کو اوپر یا نیچے کہہ ہی نہیں سکتے۔ اگر فلسفہ قدیم کی موافق آسمان کو متحرک اور زمین کو ساکن مانا جائے تب بھی بجنسہ یہی اعتراض وارد ہوتا ہے اس موقع پر یہ بیان کر دینا بھی ضروری ہے کہ بحث جسم کی ہے اور جسم کے لئے ہی اس قسم کی فوق و تحت وغیرہ جوانب کی ضرورت ہے باقی امور روحانیات یعنی رفع روحانی وغیرہ کے لئے فوق و تحت وغیرہ جوانب کا تعلق

اور قرآن کریم کے تمام اس قسم کے الفاظ بالکل ثابت شدہ حقیقتیں ہیں اسجگہ چونکہ صرف زمینی جسم سے بحث ہے - اسلئے زمینی جوانب کا تذکرہ کیا گیا نہ کہ فوق وتحت سے قطعی انکار - جواب الجواب میں اگر ضرورت پڑی تو تشریح کردیجائیگی - پھر میں کہتا ہوں اگر ... عیسیٰ کا آسمان پر پہونچ جانا بھی ... (حالانکہ محال ثابت ہوچکا ہے) تو ساتھ ہی یہ بھی ماننا پڑیگا کہ وہان کاربن - نائیٹروجن نائیٹروجن اور اکسیجن سے مرکب جسم کی پرورش کے لئے ضروری غذائیں اون کو پہونچائی جاتی ہوں اور پیشاب پاخانہ وغیرہ کی ضرورتیں وہ رفع کرتے ہوں اور بڑہاپے کی روک کے لئے فاسفورس ، ایسڈ محلل یا اسی قسم کی دوائیاں استعمال کرتے ہوں بلکہ پہر بہی بڑہاپا ضرور آگیا ہو اور عرصہ دراز سے وہ الیٰ اذل العمر لکیلا یعلم من بعد علم شیئا کے درجہ میں پہونچے ہوئے ہوں وغیرہ وغیرہ اور اگر اون کے اس جسم کو ان باتوں سے کوئی تعلق نہیں ہے تو ضرور کوئی دوسری قسم کا دوسرا جسم ہے جسکو عنصری خاکی جسم کسیطرح نہیں کہا جاسکتا اور جب عنصری خاکی جسم نہیں تو مقصود اصلی جسکو ثابت کرنا تہا حاصل ہوگیا -

علاوہ ازیں اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جسد عنصری کے ساتھ آسمان پر پہونچا ہوا خیال کرلیں تو وجب توجیہ مولوی اشرف علی صاحب یہ ماننا پڑے گا - کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے جسم کو طبقہ زمہریر وغیرہ میں سے اسقدر سرعت کے ساتھ لیگئے ہیں کہ جس سرعت کا تصور بہی نہیں کیا جاسکتا کیونکہ اسقدر عظیم الشان فاصلہ چشم زدن میں طے ہوا ہے تب ہی تو بقول مولوی اشرف علی تاثیرات طبقہ زمہریر وغیرہ سے محفوظ رہ سکتے ہیں لیکن یہان بہی اعتراضات پیدا ہوتے ہیں - مثلاً یہ کہ یکایک تغیر تمپریچر موجب امراض شدیدہ ہوتا ہے چنانچہ حمام کے گرم درجہ سے یکلخت سردی میں آنا باعث بیماری اور موجب ہلاکت ہوجاتا ہے - حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یکلخت اسقدر عظیم الشان تغیر تمپریچر نے کیسے زندہ رہنے دیا - پھر یہ کہ جن لوگوں کو برسات میں جہولا جہولنے اور پینگ بڑہانے کا اتفاق ہوا ہے وہ بآسانی اس بات کو سمجھ سکتے ہیں کہ نیچے سے اوپر کو جانا اسقدر ناگوار نہیں معلوم ہوتا مگر اوپر سے نیچے کی جانب آنے میں دوران خون میں ایک عجیب انقلاب عظیم پیدا ہوتا ہے اور اوس تنزل کی رفتار ذرا تیز ہونے سے آدمی اسطرح مرجاتا ہے جسطرح برقی قوت سے امریکہ میں اکثر واجب القتل مجرم ہلاک کئے جاتے ہیں - چنانچہ ایسی مثالیں بکثرت دستیاب ہوسکتی ہیں کہ بلند مکانوں اور درختوں پر سے گرنے والے آدمی بعض اوقات زمین تک پہونچنے سے پہلے راستہ ہی میں مرجاتے ہیں اور زمین پر مردہ گرتے ہیں - (اسکا تفصیلی بیان اور ایسا ہونے کے وجوہات آیندہ ظاہر کردیئے جائینگے - انشاء اللہ تعالیٰ) حضرت عیسیٰ جو آسمان سے زمین تک اسقدر دور دراز فاصلہ اوپر سے نیچے کیجانب آنے میں نہایت سرعت کیساتھ گرینگے تو اون کا کیا حال ہوگا؟ میں نہایت خوش ہونگا کہ مولوی اشرف علی صاحب کے طرفدارون میں سے کوئی صاحب (جو ہیئت وطبقات وعلم الہوا وعلم الحرارت وغیرہ سے واقف اور قدیم وجدید فلسفہ کے اختلافات سے آگاہ ہوں) اس محال عقلی کے متعلق کوئی مضمون لکہیں اور بیچارے مولوی اشرف علی صاحب کی بات رکھ لیں جنہوں نے یہہ تحدی کی ہے کہ قیامت تک اس کے خلاف دلیل قایم نہ ہوسکیگی اور پھر مجہکو بھی موقع دین (یعنی جس اخبار میں اونکا مضمون شائع ہو وہ اخبار میرے پاس بھی بھجوا دین) کہ میں ان علوم عقلی سے اوس محال عقلی کو جانچون - مگر شرط یہی ہے کہ اس جسم عنصری خاکی سے بحث ہو اور خلط مبحث نہ کیا جائے -

والسلام

راقم

خاکسار اکبر شاہ خان اکبر احمدی نجیب آبادی

جناب مرزا غلام احمد صاحب اور ڈاکٹر عبد الحکیم خانصاحب

جن لوگوں نے ذکر الحکیم ۲ کو پڑہا ہے - وہ ضرور ان تین نتایج پر پہنچ گئے ہوں گے کہ ڈاکٹر عبد الحکیم خانصاحب نجات اُخروی کو نبوت محمدی کی اتباع میں محدود نہیں سمجھتے وہ اپنے آپکو اپنے چند تازہ الہامات کے رُو سے مصلح وامام وقت خیال کرتے ہیں - اور ہر دو امور متذکرہ بالا کی بنا پر اون کے دل میں حضرت مرزا صاحب کی مخالفت بھی پیدا ہوگئی ہے -

امر اوّل سے اون کی مراد یہ ہے کہ نجات کے لئے اتباع اسلام میں کوئی خصوصیت نہیں - بلکہ دنیا کے ہر ایک مذہب کا پیرو اپنی نیکیوں کے ذریعہ سے اوسی طرح نجات پا سکتا ہے جس طرح اہل اسلام یعنے کسی نبی کی اطاعت پر نجات منحصر نہیں ڈاکٹر صاحب کا یہ خیال علاوہ صریح مخالفت قرآن کے عقلی دلائل کے رُو سے جیسا بودا اور کمزور ہے - اوس کے بیان کی ضرورت نہیں میں نہیں سمجھ سکتا کہ مرزا صاحب کا کوئی سخت مخالف مسلمان بھی اس لغو عقیدہ میں ڈاکٹر صاحب کے ساتھ اتفاق کرے گا - مرزا صاحب کے ایک سخت مخالف مولوی ثناء اللہ امرتسری نے تو صاف لکھدیا ہے کہ اس مسئلہ میں مرزا صاحب ہی حق پر ہیں -

امر دوم کے متعلق بہی ڈاکٹر صاحب کو سخت ٹھوکر لگی ہے کیونکہ جب ان کی امامت کے علامات موجود ہی نہیں تو ایسا عقلمند کون ہے کہ انہیں مصلح اسلام تسلیم کرلے - اس امر میں ڈاکٹر صاحب کی عبرت کے لئے چراغ الدین ساکن جموں اور اسکے بیٹوں کی ہلاکت کا تازہ واقعہ کچھ کم نہ تہا - جس نے ڈاکٹر صاحب کی طرح اپنے خوابوں یا الہاموں سے دھوکہ کہا کر اسی قسم کی رسالت کا دعوٰے کیا اور مسلمانوں اور عیسائیوں کے مابین مذہبی مصالحت اور اتحاد کی کوشش کی - اور اسی ضمن میں حضرت مرزا صاحب کی نسبت اپنی تصانیف میں نہایت مکروہ اور ہتک آمیز کلمات درج کئے اور پہر خود بخود اپنی صداقت پر بھروسہ کرکے مرزا صاحب کے خلاف مباہلہ کے رنگ میں دعا بھی کی جس کا نتیجہ ۴ - اپریل ۱۹۰۶ء تک جو کچھ ہوا وہ ناظرین اخبارات سے مخفی نہ ہوگا - اور اس واقعہ کا ظہور بعینہ اوسی طرح ہوا - جسطرح حضرت مرزا صاحب نے خدا تعالےٰ سے اطلاع پاکر بہت عرصہ پہلے کتاب دافع البلاء میں مختصر بیان کیا تہا -

امر سوم جو ہر دو پہلے عقائد کی تبعیت سے پیدا ہوا ہے - یہ ہے کہ جب حضرت مرزا صاحب کو معلوم ہوا کہ ڈاکٹر صاحب نجات کے لئے نبوت محمدیؐ کی اطاعت ضروری نہیں سمجھتے - اور اپنے آپ کو خدا کی طرف سے بشیر ونذیر خیال کرتے ہیں - اور اسی کے ضمن میں مجھے بھی (مرزا صاحب کو) کاذب خیال کرنے پر مجبور ہیں - تو انہوں نے ڈاکٹر صاحب کو بذریعہ ایک اعلان مندرجہ الحکم دبدر کے اپنی جماعت سے خارج کردیا جس کے چند فقرات حسب ذیل ہیں -

" اگر یہ باتیں سچ ہیں (یعنے جس طرح ڈاکٹر صاحب نے خیال کیا ہے) تو میں اوس کیڑے سے بہی بدتر ہوں - جو نجاست سے پیدا ہوتا ہے اور نجاست ہی میں مرجاتا ہے - لیکن اگر یہ باتیں خلاف واقعہ ہیں تو میں امید نہیں کرتا کہ خدا ایسے شخص کو اس دنیا میں بغیر مواخذہ کے چھوڑے گا ..... اب میں ان باتوں کو زیادہ طول دینا نہیں چاہتا - اور خدا کی شہادت کا منتظر ہوں - اور اس کے ہاتھ کو دیکھ رہا ہوں - اھ "

ہان اگر کوئی ناواقف ڈاکٹر صاحب کے ارتداد سے کذب سلسلہ احمدیہ کا استدلال کرے تو یہ اس کی عدم واقفیت کا قصور ہے - کیونکہ قرآن شریف اور کتب حدیث وغیرہ سے صاف عیاں ہے کہ ایک قدیم سنت اللہ ہے جس سے کوئی سلسلہ حقہ مستثنٰے نہیں ہوسکتا اور نہ ایسے واقعات سے کسی مذہب کا کذب لازم آتا ہے قرآن مجید کی کئی آیات میں سے ایک یہ غور کے لایق ہے " یا ایہا الذین آمنو من یرتد منکم عن دینہ اھ " کئی بدقسمت لوگ آنحضرتؐ پر ایمان لاکر مرتد ہوگئے تھے حضرت ابوبکر کا پہلا مقابلہ مرتدین اسلام کے ساتھ ہوا تہا - مسیلمہ وغیرہ بھی ایمان لاکر دست بردار ہوئے تھے کئی لاکھ مسلمان آجتک مرتد ہوکر عیسائیت قبول کرچکے ہیں -

جنگل میں مہرپال اور اسکے کئی امثال نے خلعت ارتداد پہنا پطرس وغیرہ نے حضرت مسیح کے مقابلہ میں کیا کیا تہا - بلعم نے حضرت موسیٰ کے ساتھ کیا سلوک کیا تہا غرض جب ایسے لوگوں کے ہونے سے نہ تو اسلام جھوٹا ٹھیرا - اور نہ اسکا کچھ بگڑا تو اب ایک ڈاکٹر صاحب کے ایک ان میں بگڑ جانے سے اسلام عموماً یا سلسلہ احمدیہ خصوصاً کس طرح تباہ ہوسکتا ہے -

لیکن اگر کوئی شخص یہ کہے کہ ڈاکٹر صاحب کے تغیر خیالات کے پہلے یا بعد ایک دو اور شخص بہی سلسلہ احمدیہ سے دست کش ہوئے ہیں سو واضح ہو کہ ایسے لوگ عوام کالانعام میں داخل ہیں - جن کا مرید یا مرتد ہونا برابر ہے - مثلاً ان میں سے ایک شخص قادر بخش جسکے نام کے ساتھ دانستہ یا نادانستہ مولوی کا لقب بڑھایا گیا تہا - چنانچہ ان کی مولویت ان کے بیان مندرجہ پیسہ اخبار سے آشکارا ہے جس میں وہ لکھتے ہیں کہ "میں نے خلاف احمدی کی ترغیب سے مرزا صاحب کی بیعت کی تہی اگر چہ انہیں باوجود مولوی ہونے کے خود حق وباطل کی شناخت نہ تہی -

ورنہ آخر کار وہ ایک غیر احمدی کی تحریک سے فسخ بیعت کرتے) بعینہ اسی رنگ کا واقعہ جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں ہوا تہا یعنی ایک شخص نے جو آنحضرتؐ پر ایمان لاچکا تہا - بعض نادان دوستوں کی تحریک سے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت ہتک کرکے اپنی بیعت واپس لی تہی - لیکن اصل بات یہ ہے کہ عوام تو درکنار خواص کا ارتداد بھی کسی سلسلہ حقہ کو نقصان نہیں پہونچا سکتا علاوہ بریں ڈاکٹر صاحب کی تحریرات کے متعلق چند باتیں دریافت طلب بہی ہیں - جنہیں اُمید ہے وہ حل کردیں گے -

ا - ڈاکٹر صاحب نے اپنی تحریر میں کسی جگہ تو مرزا صاحب کو مسیح اور مہدی کہا ہے اور کہیں سخت مخالفانہ رنگ میں ذکر کیا ہے - اس تناقض سے کیا مراد ہے -

ب - جن غیر احمدی لوگوں نے ڈاکٹر صاحب کی سابقہ معقول اور مدلل تحریروں کو تسلیم نہیں کیا تہا - ڈاکٹر صاحب اپنے موجودہ الٹے عقائد کی صداقت کا انہیں کیونکر یقین دلا سکتے ہیں کیونکہ ایسے لوگوں کو یہ کہنے کا حق حاصل ہے کہ شاید ڈاکٹر صاحب کل ان خیالات پر بھی قایم نہ رہیں -

ج - مرزا صاحب کی تائید میں قبل ازیں جو کچھ ڈاکٹر صاحب نے لکھا ہے - قرآنی عقلی اور الہامی دلائل کی بنا پر لکھا ہے - اب مرزا صاحب کی مخالفت میں بھی وہ آیات یا الہامات سے ہی استدلال کرتے ہیں - اب سوال یہ ہے کہ آجکل ان آیات کے معانی کیونکر بدل گئے ہیں یا ان کا پہلا الہام کہ نیو الاخدا کوئی اور تہا - اور اسوقت کوئی اور ہے اور اگر ڈاکٹر صاحب فرما دیں کہ پہلے ہم غلطی پر تھے تو اب انکے حق ہونیکا کیا ثبوت ہے -

د - اسی رسالہ میں ڈاکٹر صاحب نے اپنا ایک پرانا خواب سچ کیا ہے جسکا ماحصل یہ ہے کہ انہیں بتلایا گیا کہ اگر فلان شخص حضرت مرزا صاحب پر ایمان نہ لائے گا - تو وہ طاعون سے ہلاک ہوجائیگا - پہر ڈاکٹر صاحب کہتے ہیں کہ انہوں نے وہ خواب شخص مذکور کے کسی رشتہ دار کو بھی سنادیا - اور آخر کار وہ شخص جسکی ہلاکت کے متعلق انہیں خبر دیگئی تہی کچھ عرصہ بعد طاعون سے مرگیا - باوجودیکہ وہ ایک کشادہ ہوادار

رعایتی فہرست کتب موجودہ دفتر الحکم

ازالہ اوہام - حصہ دوم - یہ بے نظیر کتاب حضرت سلطان القلم مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبردست قلم کا نتیجہ ہے جس میں اپنے دعوٰے کے متعلق نہایت شرح و بسط سے کام لیا ہے اور مخالفوں کے اعتراضوں کو نمبروار توڑا ہے - قیمت ۱ر - سٹ بچن رعایتی ۷ر

آریہ دھرم - آریہ مذہب کی حقیقت کو حضرت حجۃ اللہ نے طشت ازبام کر دیا ہے خصوصیت کے ساتھ جواب دیا ہے جو وہ اسلام پر کرتے ہیں - قیمت رعایتی ۱۲ر

نماز پر تقریر اور مسئلہ وحدت وجود پر خط - حضرت مسیح موعود نے نماز کے اسرار پر لطیف تقریر فرمائی ہے - اور وحدت وجود کے اعتقادات کا لاجواب رد کیا ہے - یہ رسالہ بہت ہی مقبول ہوا ہے تیسری دفعہ چھپا ہے - قیمت (۲ر)

سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب - عیسائی مذہب کی تردید اور اسلام کی حقیقت پر حضرت خلیفۃ اللہ کا لطیف رسالہ - دوسری مرتبہ چھپا ہے - قیمت ۲ر

فیصلہ آسمانی - حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قلم سے مضمون نام سے ظاہر ہے قیمت ۲ر

نور القرآن - حصہ دوم - عیسائیوں کا عجیب رد - قیمت ۱۲ر

ایڈیٹر الحکم کی تالیفات

تفسیر القرآن - پارہ اول - یہ تفسیر قوم اور بزرگان قوم نے غیر معمولی طور پر پسند فرمائی ہے - صدہا خطوط پسندیدگی بھیجے گئے ہیں یہانتک کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے باہر بھی اسکو قبولیت ہوگئی ہے - قیمت عہ

سلک مروارید - سلسلہ عالیہ احمدیہ میں اپنی طرز کا پہلا رسالہ جو مستورات کی اصلاح اور ان میں سلسلہ عالیہ کی تعلیم کو عام کرنے کی غرض سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش کے موافق ناول کے طور پر لکھا گیا ہے - یہ رسالہ بہت ہی مقبول ہوا ہے - قیمت ۱۲ر

سلک مروارید - حصہ دوم - جو جنوری ۱۹۰۶ء میں چھپکر شائع ہوگیا ہے - یہ رسالہ بھی بفضلہ پہلے حصہ کی طرح مفید اور موثر ہے - نہایت سلیس زبان میں مستورات کو اسلام کی سچائی اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کی عظمت و صداقت سے واقف کیا ہے - اور غیر مذاہب خصوصاً عیسائی مذہب کی حقیقت کو کھول کر دکھایا گیا ہے - اور اس دجل سے آگاہ کیا گیا ہے جو زنانہ مشنری عورتیں استعمال کرتی ہیں اور جن کے ذریعہ ناواقف اور بھولی بھالی عورتوں کو اسلام سے بدظن کیا ہے - ۸۸ صفحہ کی کتاب ہے - قیمت ۱۲ر علاوہ محصول ڈاک

رپورٹ جلسہ ۱۸۹۷ء - دار الامان میں ڈسمبر کے اواخر میں ایک عظیم الشان جلسہ ہوا تھا جس میں حضرت حجۃ اللہ نے تین زبردست تقریریں بیان فرمائیں - قیمت رعایتی ۸ر

الانذار - حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۱۸۹۷ء کو قادیان میں ایک جلسہ طاعون کے متعلق کیا تھا جسکی قابل قدر تجاویز گورنمنٹ پنجاب نے بھی شکرگذاری کا اظہار فرمایا تھا - اس جلسہ کے حالات حضرت حجۃ اللہ اور حکیم الامۃ کی تحریروں کا مجموعہ - قیمت ۱۲ر - اصلاح النظر ۲ر

متفرق کتابیں

تفسیر سورۂ تبت - ار - سوانح اسمٰعیل نمبر ا قیمت ار - نسخ رد شیعہ - قیمت ۲ر - قصیدہ ضوابط الاسرار قیمت ۱ر - برہان الحق (عیسائی مذہب کی حقیقت کھولی گئی ہے) قیمت ۲ر - دعوت الحق نمبر ۲ - قیمت ۲ر - النصح قیمت ار - مسلمانوں کا خدا اور اسکے حضور دعا ۱۲ر - نمونہ قرآن مجید - قیمت ۲ر - محمود کی آمین ۳ پائی - دوسرا جنگ مقدس حصہ دوم ۲ر - تفسیر القرآن پارہ دوم عہ - تفسیر سورۂ بقرہ مکمل ۱۲ر - مرآۃ الجہاد عص - ضرورت امام ار - تحفہ احمدیہ ار

المشتہر منیجر اخبار الحکم قادیان ضلع گورداسپور

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی اینڈ سنز مالکان کے اہتمام سے چھپکر شایع ہوا

کلمات طیبات حضرت امام الزمان سلمہ الرحمٰن

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

یہہ بدظنی دور کرنے کے لئے ہے کہ جب تک مشاہدہ اور فیصلہ صحیح نکرے نہ دل میں جگہ دے اور نہ ایسی بات زبان پر لائے - یہہ کیسی محکم اور مضبوط بات ہے بہت سے انسان ہیں جو زبان کے ذریعہ پکڑے جاوینگے یہاں دنیا میں بھی دیکھا جاتا ہے کہ بہت سے آدمی محض زبان کیوجہ سے پکڑے جاتے ہیں اور انہیں بہت کچھ ندامت اور نقصان اٹھانا پڑتا ہے -

دل میں جو خطرات اور سرسری خیال گذر جاتے ہیں انکے لئے کوئی مواخذہ نہیں مثلاً کسی کے دل میں گذرے کہ فلاں مال مجھے مل جاوے تو اچھا ہے یہہ ایک قسم کا لالچ تو ہے لیکن محض اتنے ہی خیال پر جو طبعی طور پر دل میں آئے اور گذر جاوے کوئی مواخذہ نہیں لیکن جب ایسے خیال کو دل میں جگہ دیتا ہے اور پھر عزم کرتا ہے کہ کسی نہ کسی حیلے سے وہ مال ضرور لینا چاہئے تو پھر یہ گناہ قابل مواخذہ ہے - غرض جب دل عزم کرتا ہے اور اسکے لئے شرارتیں اور فریب کرتا ہے تو یہہ گناہ قابل مواخذہ لکھا جاتا ہے - پس یہہ اس قسم کے گناہ ہیں جو بہت ہی کم توجہی کے ساتھ دیکھے جاتے ہیں اور یہ انسان کی ہلاکت کا موجب ہو جاتے ہیں - بڑے بڑے اور کھلے کھلے گناہوں سے تو اکثر پرہیز کرتے ہیں - بہت سے آدمی ایسے ہونگے جنہوں نے کبھی خون نہیں کیا یا نقب زنی نہیں کی - یا اور اسی قسم کے بڑے بڑے گناہ نہیں کئے لیکن سوال یہہ ہے کہ وہ لوگ کتنے ہیں؟ جنہوں نے کسی کا گلہ نہیں کیا یا کسی اپنے بھائی کی ہتک کر کے اسکو رنج نہیں پہونچایا - یا جھوٹ بول کر خطا نہیں کی - یا کم از کم دل کے خطرات پر استقلال نہیں کیا؟

میں یقیناً کہہ سکتا ہوں کہ ایسے لوگ بہت ہی کم ہونگے جو ان باتوں کی رعایت رکھتے ہوں اور خدا تعالےٰ سے ڈرتے ہوں - ورنہ کثرت سے ایسے لوگ ملیں گے جو لفر بچا جھوٹ بولتے ہیں اور ہر وقت ان کی مجلسوں میں دوسروں کا شکوہ و شکایت ہوتا رہتا ہے اور وہ طرح طرح سے اپنے کمزور اور ضعیف بھائیوں کو دکھہ دیتے ہیں -

اس لئے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ پہلا مرحلہ یہ ہے کہ **انسان تقویٰ اختیار کرے** - میں سوقت بُرے کاموں کی تفصیل بیان نہیں کر سکتا - قرآن شریف میں اول سے آخر تک اوامر و نواہی اور احکام الٰہی کی تفصیل موجود ہے اور کئی سو شاخیں مختلف قسم کے احکام کی بیان کی ہیں - خلاصةً یہہ کہتا ہوں کہ خدا تعالےٰ کو ہرگز منظور نہیں کہ زمین پر فساد کریں - اللہ تعالےٰ دنیا پر وحدت پھیلانا چاہتا ہے - لیکن جو شخص اپنے بھائی کو رنج پہونچاتا ہے - ظلم اور خیانت کرتا ہے وہ وحدت کا دشمن ہے - جب تک یہ بدخیال دل سے دور نہ ہوں کبھی ممکن نہیں کہ سچی وحدت پھیلے - اسلئے اس مرحلہ کو سب سے اول رکھا - تقوےٰ کیا ہے؟ ہر قسم کی بدی سے اپنے آپ کو بچانا - پس خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ ابرار کے لئے پہلا انعام **شربت کافوری** ہے - اس شربت کے پینے سے دل بُرے کاموں سے ٹھنڈے ہو جاتے ہیں - اسکے بعد انکے دلوں میں برائیوں اور بدیوں کے لئے تحریک اور جوش پیدا نہیں ہوتا - ایک شخص کے دل میں یہ خیال تو آجاتا ہے کہ یہ کام اچھا نہیں یہانتک کہ چور کے دل میں بھی یہ خیال آہی جاتا ہے مگر جذبۂ دل سے وہ چوری بھی کر ہی لیتا ہے - لیکن جن لوگوں کو شربت کافوری پلا دیا جاتا ہے انکی یہہ حالت ہو جاتی ہے کہ انکے دل میں بدی کی تحریک ہی پیدا نہیں ہوتی بلکہ دل بُرے کاموں سے بیزار اور متنفر ہو جاتا ہے - گناہ کی تمام تحریکوں کے مواد دبا دیئے جاتے ہیں - یہہ بات خدا تعالےٰ کے فضل کے سوا میسر نہیں آتی - جب انسان دعا اور عقدِ ہمت سے خدا تعالےٰ کے فضل کو تلاش کرتا ہے اور اپنے نفس کو جذبات پر غالب آنے کی سعی کرتا ہے تو پھر یہ سب باتیں فضل الٰہی کو کھینچ لیتی ہیں اور اسے **کافوری جام** پلایا جاتا ہے جو لوگ اس قسم کی تبدیلی کرتے ہیں اللہ تعالےٰ انہیں **زمرۂ ابدال** میں داخل فرماتا ہے - اور یہی تبدیلی ہے جو ابدال کی حقیقت کو ظاہر کرتی ہے -

یہہ بھی عموماً دیکھا گیا ہے کہ اکثر لوگ ایک مجلس میں بیٹھے ہوئے جب اس قسم کی باتوں کو سنتے ہیں تو ان کے دل متاثر ہو جاتے ہیں اور وہ اچھا بھی سمجھتے ہیں لیکن جب اس مجلس سے الگ ہوتے ہیں اور اپنے احباب اور دوستوں سے ملتے ہیں تو پھر وہی رنگ ان میں آجاتا ہے اور ان سنی ہوئی باتوں کو یکدم بھول جاتے ہیں - اور وہی پہلا طرز عمل اختیار کرتے ہیں - اس سے بچنا چاہئے جن صحبتوں اور مجلسوں میں ایسی باتیں پیدا ہوں ان سے الگ ہو جانا ضروری ہے اور ساتھ ہی یہ بات بھی یاد رکھنی چاہئے کہ ان تمام بُری باتوں کے اجزا کا علم ہو کیونکہ طلب شے کے لئے علم کا ہونا سب سے اول ضروری ہے - جب تک کسی چیز کا علم نہو اسے حاصل کیونکر کر سکتے ہیں؟ قرآن شریف نے بار بار تفصیل دی ہے - پس

بار بار قرآن شریف کو پڑھو

اور تمہیں چاہیے کہ بُرے کاموں کی تفصیل لکھتے جاؤ - اور پھر خدا تعالےٰ کے فضل اور تائید سے کوشش کرو کہ ان بدیوں سے بچتے رہو - یہہ تقوے کا پہلا مرحلہ ہوگا - جب تم ایسی سعی کرو گے تو اللہ تعالیٰ پھر تمہیں توفیق دے گا اور وہ کافوری شربت تمہیں دیا جاویگا جس سے تمہارے گناہ کے جذبات بالکل سرد ہو جائیں گے - ایسے کے بعد نیکیاں ہی سرزد ہونگی - جب تک انسان **متقی** نہیں بنتا یہ **جام** اسے نہیں دیا جاتا - اور نہ اسکی عبادات اور دعاؤں میں **قبولیت** کا رنگ پیدا ہوتا ہے کیونکہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے -

انما یتقبل اللہ من المتقین

یعنے بے شک اللہ تعالےٰ متقیوں ہی کی عبادات کو قبول فرماتا ہے - یہ بالکل سچی بات ہے کہ نماز روزہ بھی متقیوں ہی کا قبول ہوتا ہے - ان عبادات کی **قبولیت** کیا ہے اور اس سے کیا مراد ہے؟ سو یاد رکھنا چاہئے کہ جب ہم یہہ کہتے ہیں کہ نماز قبول ہو گئی ہے تو اس سے یہ مراد ہوتی ہے - کہ نماز کے اثر اور برکات نماز پڑھنے والے میں پیدا ہو گئے ہیں جب تک وہ برکات اور اثرات پیدا نہوں اس وقت تک نری ٹکریں ہی ہیں -

اُس نماز یا روزہ سے کیا فائدہ ہوگا؟ جب کہ اسی مسجد میں نماز پڑھی اور وہیں کسی دوسرے کی شکایت اور گلہ کر دیا - یا رات کو چوری کر دی - کسی کے مال یا امانت میں خیانت کر لی کسی کی شان پر جو خدا تعالےٰ نے اسے عطا کی ہے بخل اور حسد کیوجہ سے حملہ کر دیا کسی کی آبرو پر حملہ کر دیا - غرض اس قسم کے عیبوں اور برائیوں میں اگر مبتلا کا مبتلا رہا تو تم ہی بتاؤ اس **نماز** نے اسکو کیا فائدہ پہونچایا؟ چاہئے تو یہ تہا کہ نماز کے ساتھ اسکی بدیاں اور وہ برائیاں جن میں وہ مبتلا تہا کم ہو جاتیں - اور **نماز** اسکے لئے ایک عمدہ ذریعہ ہے - پس پہلی منزل اور مشکل اس انسان کے لئے جو **مومن** بننا چاہتا ہے یہی ہے کہ بُرے کاموں سے پرہیز کرے اسی کا نام **تقوےٰ** ہے اور یہ بھی یاد رکھو کہ تقویٰ اسکا نام نہیں کہ موٹی موٹی بدیوں سے پرہیز کرے بلکہ باریک در باریک بدیوں سے بچتا رہے مثلاً ٹھٹھے اور ہنسی کی مجلسوں میں بیٹھنا یا ایسی مجلسوں میں بیٹھنا جہاں اللہ تعالےٰ اور اسکے رسول کی ہتک ہو یا اسکے بھائی کی شان پر حملہ ہو رہا ہو - اگرچہ ان کی ہاں میں ہاں بھی نہ ملائی ہو - مگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہہ بھی بُرا ہے کہ ایسی باتیں کیوں سنیں؟ یہہ ان لوگوں کا کام ہے جنکے دلوں میں مرض ہے کیونکہ اگر ان کے دل میں بدی کی پوری حس ہوتی تو وہ کیوں ایسا کرتے اور کیوں ان مجلسوں میں جا کر ایسی باتیں سنتے؟ یہہ بھی یاد رکھو کہ ایسی باتیں سننے والا بھی کرنے والا ہی ہوتا ہے - جو لوگ زبان سے ایسی باتیں کرتے ہیں وہ تو صریح مواخذہ کے نیچے ہیں کیونکہ انہوں نے ارتکاب گناہ کا کیا ہے لیکن جو چپکے ہو کر بیٹھے رہے ہیں وہ بھی اس گناہ کے خمیازہ کا شکار ہونگے - **اس حصّہ کو بڑی توجّہ سے یاد رکھو** اور قرآن شریف کو بار بار پڑھکر سوچو! -

یہہ تو وہ پہلا حصّہ ہے نیکی کا - مگر نیکی اسی پر ختم نہیں بعض لوگ ہندوؤں - عیسائیوں اور دوسری قوموں میں بھی پائے جاتے ہیں جو بعض گناہ نہیں کرتے مثلاً بعض جھوٹ نہیں بولتے کسی کا مال ناحق نہیں کہاتے - قرضہ دبا نہیں لیتے - بلکہ واپس کرتے ہیں - معاملات معاشرت میں بھی پکّے ہوتے ہیں - مگر خدا نے فرمایا ہے کہ اتنی ہی بات نہیں جس سے وہ راضی ہو جاوے - بدیوں سے بچنا چاہئے - اور اسکے بالمقابل نیکی کرنی چاہئے - اسکے بغیر مخلصی نہیں جو اسی پر مغرور ہے کہ وہ بدی نہیں کرتا وہ نادان ہے اسلام انسان کو اسی حد تک نہیں پہونچاتا اور چھوڑتا - بلکہ وہ دو نو شقیں پوری کرانی چاہتا ہے یعنے بدیوں کو تمام و کمال چھوڑ دو - اور نیکیوں کو پورے اخلاص سے کرو - جبتک یہ دونوں باتیں نہوں نجات نہیں ہو سکتی - مجھے ایک مثال کسی نے بتائی تہی اور وہ صحیح ہے -

کہتے ہیں ایک شخص نے کسی کی دعوت کی اور بڑے تکلف سے اسکی تواضع کی - جب وہ کہانے سے فراغت پا چکا تو اس سے نہایت عجز اور انکسار سے میزبان نے کہا کہ میں آپکی شان کے موافق حق دعوت ادا نہیں کر سکا - آپ مجھے معاف فرمائیں - مہمان نے سمجھا کہ گویا اسطرح یہہ احسان جتاتا ہے - اسے کہا کہ میں نے بھی آپ کے ساتھ بڑی نیکی کی ہے - آپ تم یاد نہیں رکھتے - اوس نے کہا وہ کونسی نیکی ہے تو کہا کہ جب تم مہمان داری میں مصروف تھے تو میں تمہارے گھر کو آگ لگا سکتا تہا مگر میں نے کسقدر احسان کیا ہے کہ آگ نہیں لگائی - یہ بدی کی مثال ہے گویا آگ لگا کر خطرناک نقصان نہیں کیا - بہت سے لوگ ایسے ہوتے ہیں جو بدی نکرنے کا احسان جتاتے ہیں ایسے لوگ حیوانات کی طرح ہیں اللہ تعالےٰ کے نزدیک قابل قدر وہی لوگ ہیں جو بدی سے پرہیز کر کے ناز نہیں کرتے بلکہ نیکی کر کے بھی کچھہ نہیں سمجھتے - غرض پہلی حالت تو وہ **کافوری شربت** کی تہی اور دوسرا مرحلہ **زنجبیلی شربت** کا ہے چنانچہ فرمایا

یُسقون فیھا کاسًا کان مزاجھا زنجبیلا

اور ایسے جام انہیں پلائے جاتے ہیں جو زنجبیلی شربت کے ہوتے ہیں -

انسان کو یہہ کبھی خیال نہیں کرنا چاہئے - کہ ایسا مرتبہ حاصل ہونا ناممکن ہے - یہہ سب کچھہ مل سکتا ہے - اور ملتا ہے جن لوگوں نے یہہ مراتب اور مدارج حاصل کئے وہ بھی تو آخر انسان ہی تہے؟

اصل بات یہ ہے کہ جب انسان کے سامنے اس کے جرایم کی ایک لمبی فہرست ہوتی ہے تو وہ اسے دیکھکر گھبرا جاتا ہے اور سمجھتا ہے کہ ان سے بچنا مشکل ہے - مگر یہ اسکی انسانی کمزوری کا نتیجہ ہے - بہت سے لوگ یورپ میں بھی اس خیال کے موجود ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام کی تعلیم کا فقط اتنا

منشاء ہے کہ انسان سے یہ اقرار کرایا جاوے کہ وہ انکی تعلیم پر عمل کرنے کے ناقابل ہے یا اسپر قادر نہیں ایسے لوگ اللہ تعالے کی قدرت اور طاقت سے محض ناواقف ہیں۔

اور انہوں نے خداتعالے کی قدرتوں پر غور نہیں کیا اگر وہ خود انسان کی اپنی حالت اور ان انقلابات پر ہی غور کرتے جن کے اندر سے وہ گذرا ہے تو اس قسم کا کلمہ منہ سے نہ نکالتے مگر ان کے علم اور معرفت کی کمزوری نے انہیں ایسا خیال کرنے کا موقع دیا۔

دیکھو انسان پر کسقدر انقلاب آئے ہیں ایک زمانہ انسان پر وہ گذرا ہے کہ وہ صرف نطفہ کی حالت میں تہا۔ اور وہ وہ حالت تہی کہ کچھ بھی چیز نہ تہا اگر زمین یا کپڑے پر گرتا تو چند منٹ کے اندر خشک ہو جاتا پہر علقہ بنا۔ اس میں ذرا بستگی پیدا ہوئی اسوقت بھی اسکی کچھ ہستی نہ تہی۔ پہر مضغہ ہوا۔ پہر ایک اور زمانہ آیا کہ جنین کی صورت میں اس میں جان آئی۔ بعد اس کے پیدا ہوا۔ پہر شیرخوار سے بلوغ تک پہونچا۔ وغیرہ وغیرہ۔

اب غور کرو کہ جس قادر خدا نے انسان کو ایسے ایسے انقلابات میں سے گذار کر انسان بنا دیا ہے اور اب ایسا انسان ہے۔ کہ گویا عقل حیران ہے کہ کیا سے کیا بن گیا۔ ناک منہ اور دوسرے اعضا پر غور کرو۔ کہ خداتعالے نے اسے کیا بنایا ہے پہر اندرونی حواس خمسہ دئیے۔ اور دوسرے قوے اور طاقتیں اسکو عطا کیں پس جس خدائے قادر نے اس زمانہ سے جو یہہ نطفہ تہا عجیب تصرفات سے انسان بنا دیا کیا اس کے لئے مشکل ہے کہ اسکو پاک حالت میں لے جاوے۔ اور جذبات سے الگ کر دے جو شخص ان باتوں پر غور کرے گا وہ بے اختیار ہو کر کہہ اٹھیگا

اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر

اللہ تعالے نے قرآن شریف میں فرمایا ہے کہ جب گنہگار لوگ جہنم میں ڈالے جاویں گے تو اللہ تعالے فرمائیگا کہ تمہارا ایک ہی گناہ بہت بڑا ہے کہ تم نے خدا پر بدظنی کی۔ اگر بدظنی نکرتے تو کامل اور مومن بن کر آتے حقیقت میں یہہ بہت بڑا گناہ ہے جو انسان اللہ تعالے پر بدظن ہو جاوے۔ باقی جسقدر گناہ ہیں وہ اسی سے پیدا ہوتے ہیں اگر اللہ تعالے کو حقیقی رازق یقین کرے تو پہر چوری۔ بددیانتی اور فریب سے لوگوں کا مال کیوں مارے؟ افسوس نادان انسان سمجہتا ہے۔

اے جہاں میٹھا اگلا کس نے دیکھا

یہہ بھی خداتعالے پر بدظنی ہے اگر اسے صادق یقین کرتے تو یہہ نہ کہتے بلکہ یہہ کہتے کہ

دنیا روزے چند آخر کار با خداوند

وہ کوچند روزہ یقین کرکے اسکی عمارتوں اور آسائشو

اور ہر قسم کی دولتوں سے دل نہ لگاتے بلکہ ہر وقت موت کے فکر میں لرزاں ترساں رہ کر عاقبت کا خیال کرتے۔ اور اسکا بندوبست کرتے کہ آخر مر کر اللہ تعالے کے حضور جانا ہے مگر اب تو یہ حالت ہے کہ عام طور پر ایک غفلت چہائی ہوئی ہے اور لوگ اس طرح پر مصروف اور دلدادہ دنیا ہیں گویا انہوں نے کبھی یہاں سے جانا ہی نہیں اور موت کوئی چیز ہی نہیں یا کم از کم اسکا اثر ان پر کچھ بھی ہونیوالا نہیں یہہ بدخیالی یہہ غفلت اور خودرفتگی کیوں پیدا ہوئی ہے؟ اسکی جڑ بھی وہی خدا پر بدظنی ہے اسکو صادق یقین نہیں کیا۔ انسان کی عادت ہے کہ جس کام پر اسکی آنکھ کہل جاوے اور کسی امر کو یہہ اپنے لئے مفید سمجہہ لے وہی کرتا ہے۔ ایک تاجر کو معلوم ہو جاوے کہ فلاں ملک میں اگر اس کا مال جاوے تو اسے اسقدر فائدہ ہوگا تو ضرور اپنا مال وہیں لے جائیگا ایسا ہی ایک زمیندار اور دوسرے اہل حرفہ کرتے ہیں۔

اسیطرح پر اگر انسان کی آنکہہ کہل جاوے اور عاقبت کا فکر اسے دامنگیر ہو۔ اور وہ ایک یقین اپنے اندر پیدا کرے کہ خداتعالے کے حضور جوابدہ ہونا ہے تو اسکی اصلاح ہو سکتی ہے اللہ تعالے نے قرآن شریف میں ظاہر فرمایا ہے کہ اگر مجہہ پر نیک ظن ہوتا تو مشکل کیا تہا کیا پانچ وقت نماز پڑہنا مشکل تہا؟ ہرگز نہیں۔ خداتعالے کا خوف جب غالب ہو تو آدمی کیسا ہی مصروف ہو اسے چہوڑ کر بھی ادا کر سکتا ہے اسوقت ہم سب یہاں بیٹھے ہیں اور ایک کام میں مصروف ہیں لیکن اگر خدانخواستہ اسوقت زلزلہ آجاوے تو کیا ہم میں سے کوئی یہاں رہ سکتا ہے؟ سب کے سب بھاگ جاویں۔ یہانتک کہ مریض اور ضعیف بھی دوڑ پڑیں۔ اصل بات یہ ہے کہ خوف کے ساتھہ ایک قوت آتی ہے اگر خداتعالے پر بدظنی نہ ہوتی تو طاقت آجاتی اور اسکے احکام کی تعمیل کے لئے ایک جوش اور اضطراب پیدا ہو جاتا۔

غرض

بدظنی تمام برائیوں کی جڑ ہے جو نیک ظنی سے خداتعالے کی کتاب پر ایمان لاویں تو سب کچھ ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالے کی قدرتوں پر ایمان ہو تو پہر کیا ہے جو نہیں ہو سکتا۔ بہت سے لوگ کہتے ہیں کہ فلاں گناہ کیونکر چہوٹ سکتا ہے یہہ باتیں اسی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں جو اللہ تعالے کی قدرتوں اور طاقتوں پر کامل ایمان نہیں ہوتا۔ چونکہ اس کوچہ سے نامحرم ہوتے ہیں اسلئے ایسے اوہام طبیعت میں پیدا ہوتے ہیں مگر میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ وہ خدا جسنے نطفہ سے انسان کو بنا دیا ہے وہ اس انسان کو ہر قسم کے پاک تغیرات کی توفیق عطا کر سکتا ہے اور کرتا ہے ہاں ضرورت ہے۔

طلب گار دل کی

میں پہر اصل مطلب کیطرف رجوع کر کے کہتا ہوں کہ انسان کا اتنا ہی کمال نہیں ہے کہ بدیاں چہوڑ دے۔ کیونکہ اس میں اور بہی شریک ہیں یہانتک کہ حیوانات بہی بعض امور میں شریک ہو سکتے ہیں۔ بلکہ انسان کامل نیک تب ہی ہوتا ہے کہ نہ صرف بدیوں کو ترک کرے بلکہ اس کے ساتھہ نیکیوں کو بہی کامل درجہ تک پہونچاوے پس جب ترک شر کرتا ہے تو اللہ تعالے اسے

کافوری شربت

پلاتا ہے جس سے یہہ مراد ہے کہ وہ جوش اور تحریکیں جو بدی کے لئے پیدا ہوتی تہیں سرد ہو جاتی ہیں اور بدی کے مواد دب جاتے ہیں۔ اسکے بعد اسکو دوسرا شربت پلایا جاتا ہے جو قرآن کریم کی اصطلاح میں **شربت زنجبیلی** ہے۔ جیساکہ فرمایا۔

یُسْقَوْنَ فِیْهَا کَاْسًا کَانَ مِزَاجُهَا زَنْجَبِیْلًا

زنجبیل مرکب ہے زنا اور جبل سے **زنا الجبل** کے یہہ معنے ہیں کہ ایسی حرارت اور گرمی پیدا ہو جاوے کہ پہاڑ پر چڑہ جاوے۔ زنجبیل میں حرارت غریزی رکہی گئی ہے اور اسکے ساتھہ انسان کی حرارت غریزی کو فائدہ پہونچتا ہے۔ اللہ تعالے فرماتا ہے کہ بڑے بڑے کام جو میری راہ میں کئے جاتے ہیں جیسے صحابہ نے کئے یہانتک کہ اونہوں نے اپنی جانوں سے دریغ نہیں کیا۔ خدا کی راہ میں سر کٹوا دینا آسان امر نہیں ہے جسکے بچے چہوٹے چہوٹے اور بیوی جوان ہو۔ جبتک کوئی خاص گرمی اسکی روح میں پیدا نہ ہو کیونکر انہیں یتیم اور بیوہ چہوڑ کر سر کٹوا لے۔ میں صحابہ سے بڑھ کر کوئی نمونہ پیش نہیں کر سکتا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا نمونہ اعلے درجہ کی **قوت قدسی** اور تزکیہ نفس کی طاقت کا ہے اور صحابہ کا نمونہ اعلے درجہ کی تبدیلی اور فرمانبرداری کا ہے پس ایسی طاقت اور یہہ قوت ایسی **زنجبیلی شربت** کی تاثیر سے پیدا ہوتی ہے۔ اور حقیقت میں کافوری شربت کے بعد طاقت کو نشوونما دینے کے لئے اس **زنجبیلی شربت** کیضرورت بہی تہی۔ اولیاء اور ابدال۔ جو خداتعالے کی راہ میں سرگرمی اور جوش دکہاتے ہیں اسکی وجہ یہی ہوتی ہے کہ وہ **زنجبیلی جام** پیتے رہتے ہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جب دعوے کیا تو غور کرو کس قدر مخالفت کا بازار گرم تہا ایک طرف مشرک تہے دوسری طرف عیسائی بے حد جوش دکہا رہے تہے جنہوں نے ایک عاجز انسان کو خدا بنا رکہا تہا۔ اور ایک طرف یہودی سیاہ دل تہے یہہ بہی اندر ہی اندر ریشہ دوانیاں کرتے اور مخالفوں کو اکساتے اور ابہارتے تہے۔ غرض جس طرف دیکہو مخالف ہی مخالف نظر آتے تہے۔ قوم دشمن ہو پیرائے دشمن جدہر نظر اٹہاؤ دشمن ہی دشمن تہے۔ ایسی حالت اور صورتوں میں وہ **زنجبیلی شربت** ہی تہا

جو آپ کو اپنے **پیغام رسالت** کی تبلیغ کے لئے آگے ہی آگے لئے جاتا تہا کسی قسم کی مخالفت کا ڈر آپ کو باقی نہ رہا تہا۔ اس راہ میں مرنا سہل اور آسان معلوم ہوتا تہا۔ چنانچہ صحابہ اگر موت کو اس راہ میں آسان اور آرام دہ چیز سمجہہ لیتے تو کیوں جانیں دیتے؟ میں سچ کہتا ہوں کہ جب تک یہہ شربت نہیں پیتا ایمان کا ٹہکانا نہیں۔ قصور میں ایک شخص قادر بخش تہا بڑا موحد کہلاتا تہا۔ گورنمنٹ کی اسوقت اس فرقہ پر ذرا نظر تہی۔ ڈپٹی کمشنر نے اسکو ذرا دہمکایا۔ اسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ گہر آکر اسنے رنڈیوں کا ناچ کرا دیا اور اپنے تمام طریق بدل دیئے۔ اس غرض سے کہ تا ظاہر ہو جاوے کہ میں اس فرقہ سے الگ ہوں اب بتاؤ کہ ایسا ایمان کیا کام دے سکتا ہے؟ وہ انسان بہی کچھ انسان ہوتا ہے جو خدا سے انسان کو مقدم کر لیتا ہے میں یقیناً کہتا ہوں کہ اسکا ایمان ایک کوڑی قیمت نہیں رکہتا۔ یہی وجہ ہے جو ایمان کے برکات اور ثمرات نہیں ملتے بعض لوگ کہتے ہیں کہ نماز روزہ کیوجہ سے برکات حاصل نہیں ہوتے۔ وہ غلط کہتے ہیں۔ نماز روزہ کے برکات اور ثمرات ملتے ہیں۔ اور اسی دنیا میں ملتے ہیں۔ لیکن نماز روزہ اور دوسری عبادات کو اس مقام اور جگہ تک پہونچانا چاہیے جہاں وہ برکات دیتے ہیں۔ صحابہ کا سا رنگ پیدا کرو۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی کامل اور سچی اتباع کرو۔ پہر معلوم ہوگا کہ کیا کیا برکات ملتے ہیں۔ میں صاف صاف کہتا ہوں کہ صحابہ میں ایسا ایمان تہا جو تم میں نہیں۔ انہوں نے خدا کے لئے اپنا فیصلہ کر لیا تہا۔ ایسے لوگ **قبل از موت** مر جاتے ہیں۔ اور **قبل اسکے کہ قربانی دیں وہ سمجہتے ہیں کہ دے چکے**۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ کیا ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کا درجہ نماز۔ روزہ صدقات اور خیرات کیوجہ سے ہے؟ نہیں بلکہ اس چیز کے ساتھہ اسکا درجہ بڑا ہے جو اس کے **دل میں ہے**۔ حقیقت میں وہی بات ہے جو ان اعمال بدنی کی موجب اور باعث ہوتی ہے جسقدر لوگ اہل اللہ گذرے ہیں انکے مدارج ترقی ان اعمال کیوجہ سے نہیں ہیں۔ ان اعمال میں شریک ہیں مسجد میں بہری پڑی ہیں۔ (باقی آئندہ)

خط

بخدمت ایڈیٹر صاحب الحکم۔ السلام علیکم

ازراہ مہربانی مضمون ذیل درج اخبار فرماکر ممنون فرماویں۔ [illegible] شب شنبہ کیا ایک عجیب واقعہ [illegible] چند گو دیکہکر ایک مولوی صاحب کو بہی بتلایا [illegible] ایک چند [illegible] بہی [illegible] گذر چکے ہیں [illegible] قریب چاند بہی غروب ہونے کے قریب تہا [illegible] چاند [illegible] زیادہ ہو کر [illegible]

روزگار اور سلسلہ عالیہ احمدیہ

ناخن نہ دے خدا تجھے اے پنجۂ جنوں
دیگا تمام عقل کے بخیئے ادھیڑ تو

منشی سراج الدین احمد صاحب کو یہہ مرض ہے کہ وہ اخبار جاری کرکے بند کیا کرتے ہیں اور پھر نئے قالب اور نئے نام سے ہمیشہ جاری کرتے رہتے ہیں اور ایسے اخبار کے ہر دوسرے جنم میں انکی غرض وغایت اشاعتِ اسلام ہی ہوا کرتی ہے۔ جسکا مفہوم دوسرے الفاظ میں یہ ہوا کرتا ہے کہ وہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی مخالفت کریں۔ چنانچہ مسرور گزٹ کے بعد جب سیالکوٹ سے انہوں نے محمڈن نیشنل میگزین جاری کیا اسوقت بھی یہی وطیرہ اختیار کیا تھا اور اب چودھویں صدی کے بعد جب روزگار شروع کیا تو پھر وہی رنگ پکڑا۔ اگر روزگار کی غرض روزگار نہیں تو منشی سراج الدین صاحب کو اشاعتِ اسلام کا نام لینے سے پہلے اسلام اور اسکی حقیقت سے پوری آگاہی حاصل کر لینی چاہیئے تھی مجھے افسوس سے ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ وہ اشاعتِ اسلام کے مدعی ہوکر جو کام کر رہے ہیں وہ اشاعتِ اسلام کا کام نہیں۔

ہاں اشاعتِ اسلام کا مفہوم انکی سمجھ میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کے پیشوا اور امام کی بےجا مخالفت کرنا ہے تو میں تسلیم کرتا ہوں کہ وہ اسے پورا کر رہے ہیں۔ چنانچہ ۲۲ - جون ۱۹۰۶ء کی اشاعت میں انہوں نے صاحبزادہ بشیر احمد صاحب کی شادی پر اعتراض کیا ہے۔ اعتراض کی نوعیت اور اہمیت سے آگاہ کرنے کے لئے میں انکے نوٹ کو بجنسہ درج کرتا ہوں۔ اور مجھے ایسی ہی امید منشی سراج الدین صاحب سے رکھنی چاہیئے کہ وہ میرے جواب کے ساتھ بھی ایسا ہی سلوک کرینگے۔ (وہ یہہ ہے)

ڈاکٹر عبد الحکیم خانصاحب نے مرزا غلام احمد صاحب کی جماعت سے علیحدہ ہونیکی وجوہات پر جو تقریر لاہور میں کی ہے اسکی بہت ہی مختصر رپورٹ پیسہ اخبار کے رپورٹر نے لکھی ہے۔ ہم کو امید ہے کہ ڈاکٹر صاحب موصوف اس مضمون کو بہت تفصیل سے بیان کرنے کی تکلیف گوارا کریں گے اور ان کی ننگی تلواروں سے جو ان پر کھینچی گئی ہیں ڈر نہیں جائیں گے۔ ڈاکٹر صاحب نے اپنی تقریر میں اس امر کا بھی ذکر کیا ہے کہ قادیان میں جو چندہ مریدان مرزا صاحب نے مختلف مدات میں بھیجا ہے اس کا کوئی حساب نہیں رکھا گیا۔ ہم اس کے متعلق ایک واقع کا ذکر کرنا چاہتے ہیں۔ کچھ عرصہ ہوا مرزا صاحب کے ایک فرزند کا نکاح پشاور کے ایک معزز مسلمان کی لڑکی سے ہوا ...... مرزا جی پشاور کے یہ مسلمان بزرگ بھی ہیں۔ انہوں نے مسلمانوں کے عام رواج کے مطابق بہت قیمتی زیورات و پارچات لڑکی کو دہیج میں دیئے۔ لیکن مرزا صاحب کی جانب سے جو زیورات اور پارچات پیش کئے گئے وہ بھی قیمت اور شان وشوکت میں کچھ کم نہ تھے۔ ہر ایک قسم کا سنہری مرصع زیور اور اعلے درجہ کے ریشمی پارچات کے جوڑے دولہ کی جانب سے پیش کئے گئے چاندی کی جوتی جب پیش کی گئی تو اعتراض ہوا کہ سونے کی کیوں نہیں ہے۔ ریشمی دوپٹوں کے گرد موتیوں کی جھالریں لگی ہوئی تھیں اور دوسرے پارچات کی سجاوٹ اور قیمت بھی اسی حیثیت کی تھی اور کل سامان قیمت میں پانچ چھہ ہزار سے کم کا نہ ہوگا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مرزا صاحب اپنی جماعت میں صرف پیشوائے دین ہی نہیں ہیں۔ بلکہ اپنی جماعت کے درمیان امور اور رسوم دنیوی میں بھی ایک عمدہ تمثیل قائم کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ برات کے ممبروں نے ریزرو گاڑیوں میں سفر کیا اور جو کچھہ ہوا ایک بڑے امیرانہ ٹھاٹھ کے ساتھ ہوا۔ یہ تمام روپیہ جو زیورات وغیرہ میں صرف کیا گیا یہ کہاں سے آیا؟ اسکا جواب ڈاکٹر عبد الحکیم خانصاحب دینگے کیونکہ ضرور ہے کہ وہ مرزا صاحب کے وسائل آمدنی سے واقف ہوں۔

مرزا صاحب سید احمد خاں کو دنیا دار اور کافر و مرتد بتاتے ہیں لیکن وہ دنیا دار کافر اس قسم کا تھا کہ باوجود اس کے کہ مستقل ذاتی آمدنی ڈیڑھ ہزار روپیہ ماہوار کی رکھتا تھا مرنے کے بعد ایک دوست نے اپنی گرہ سے کفن خرید کر اس کے برہنہ جسم کو ڈھانکا۔ اس کے مقابلہ میں یہ ایک دیندار مسلمان بھی ہے۔ جو سونے اور چاندی کے ساتھ کھیل رہا ہے جسکی مستورات سونے چاندی سے اس حد تک لدی ہوئی ہیں کہ ان کے پاؤں میں بھی سونے کی پازیبیں ہیں۔ جن وسائل سے یہ روپیہ پیدا ہوتا ہے۔ ان کے قیاس اور دریافت کرنے کی نسبت بھی کوئی غلطی نہیں کر سکتا۔ مرزا صاحب نے جو گر سیکھا اور سمجھا ہے۔ اور جس پر ان کا عمل ہے وہ وہی ہے۔ جو جناب حالی نے موزوں کر دیا ہوا ہے۔ ؎

انساں کو چاہیئے کہ وہ ابلہ فریب ہو
دنیا پہ جب تلک کہ مسلط ہے ابلہی

اس نوٹ میں منشی صاحب نے اس امر کو نہایت کراہت کی نظر سے دیکھا ہے کہ اس تقریب پر کیوں حضرت مسیح موعود یا مولوی غلام حسن صاحب نے قیمتی زیورات یا پارچات دیئے۔

اگرچہ اس میں بہت کچھہ مبالغہ سے کام لیا گیا ہے لیکن میں اسکو امر واقعی تسلیم کر لینے کے بعد یہہ کہنا چاہتا ہوں کہ غور طلب قابل بحث یہہ امر ٹھیرتا ہے۔ کہ

کیا امارت نبوت یا خدا شناسی کی منافی ہے

یا دوسرے الفاظ میں یوں سہی کہ کیا یہہ ضروری ہے کہ ایک شخص جو خدا تعالے سے ایسا تعلق رکھتا ہو کہ وہ اس کے پاک کلام سے مشرف ہو اور نوع انسان کی روحانی بہلائی کے لئے مبعوث اور مامور ہو ٹکڑے ٹکڑوں کی مارا ہو۔ منشی سراج الدین صاحب کا نوٹ۔ انکا یہی مذہب ظاہر کرتا ہے کہ اگر کوئی شخص نبی کہلائے تو اسکے لئے لازمی امر ہے کہ وہ خانہ بدوش ہو اسکے گھر کا یہہ حال ہو کہ اس کے گھڑے میں پانی ہو نہ چولہے میں آگ۔ اور پوری ذلت ونکبت کا نمونہ ہو (معاذ اللہ) ٹکڑے ٹکڑے سے محتاج ہو اور دلق مرقعہ سے ملبوس ہو۔ مختصر یہہ کہ تمام نحوستیں معاذ اللہ اس میں جمع ہوں۔

پس اگر روزگار کے ایڈیٹر صاحب کی رائے میں ایسا آدمی صاحب الہام ووحی ہونا چاہئے اور ریفارمر اور مصلح قوم کی حالت دنیوی حیثیت سے بہت ہی گری ہوئی ہو تو بے شک میں مان لینے کو طیار ہوں کہ حضرت مسیح موعود میں یہہ نشان نہیں! خدا تعالے نے کبھی پسند نہیں فرمایا کہ اس کے محبوب اور وفادار بندے دنیا میں ذلیل ہوں بجالیکہ وہ دنیا میں خدا تعالے سے تعلقات صافیہ کے نتائج اور ثمرات کا ایک نمونہ ہوتے ہیں۔ ایک مامور من اللہ جو لوگوں کو اس امر کی دعوت کرتا ہے کہ خدا تعالے سے تعلق پیدا کرو۔ اور ان تعلقات میں اخلاص ہونا چاہیئے تو تم پر فضل کیا جاوے گا اور تمہیں ایسے برکات اور فضل ملیں گے اگر یہہ باتیں خود اسکی ذات پر وارد نہیں وہ اللہ تعالے کے انعامات اور برکات کا کوئی نمونہ نہیں دکہا سکتا تو وہ کونسی بات ہے جو دوسرے لوگوں کے لئے کشش کا موجب ہوگی؟

مجھے افسوس اور سخت افسوس ہے کہ یہہ لوگ جو بجائے خود ریفارمر بنتے ہیں اور اسلام اور مسلمانوں کی حمایت کے بڑے بڑے دعوے کرتے ہیں یہ ایسی باتیں کیوں کہتے ہیں جن سے اسلام کی ہتک ہو۔ اور

قرآن کریم کی مخالفت !!!

یقیناً قرآن مجید اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پاک سیرۃ میں اس معاملہ پر غور کیا ہے۔ اور دوسرے انبیاء علیہم السلام کے حالات پر نظر کی ہے۔ اور میں دیکھتا ہوں کہ روزگار کے ایڈیٹر کا اعتراض ایسا بودا اور بیہودہ ہے جو منہاج نبوت کے معیار پر پورا نہیں اتر سکتا۔

قرآن مجید عام طور پر متقیوں کے لئے فرماتا ہے ویرزقہ من حیث لا یحتسب۔ یعنی متقی کو ایسے طور پر رزق دیا جاتا ہے اور ایسی جگہ سے دیا جاتا ہے کہ اسکو وہم وگمان بھی نہیں ہوسکتا پس جبکہ عام متقی کے لئے اللہ تعالے کی یہہ خصوصیت اور سنت ہے تو وہ لوگ جو مظہر اللہ ہوتے ہیں اور جن کے حالات میں شمائل الٰہیہ کے تقاضاؤں کو ہم مطالعہ کرتے ہیں کیا انکے حسب حال یہی امر ہوسکتا ہے کہ وہ بہوکے مریں اور ٹکڑے مانگیں؟

اے ناخدا ترس انسان! خدا تعالے کی تجھے یہی قدر معرفت اور اسکے صفات کا یہی قدر علم ہے؟ کیا تیرے پیمانہ اور ناپ سے وہ خدا کے راستباز بندے جو مرزا غلام احمد (ایدہ اللہ بنصرہ) سے پہلے ہوگذرے ہیں پورے راستباز ثابت ہوسکتے ہیں؟ کیا یہہ ثابت ہوجائیگا کہ وہ دربدر بھیک مانگا کرتے تھے یا وہ سلاطین عہد سے بھی بڑھ کر آسائش اور راحت اور عزت رکھتے تھے؟

پھر قرآن کریم کے ایک دوسرے مقام پر فرمایا گیا ہے۔ ان الذین اٰمنوا وعملوا الصالحات لھم مغفرۃ ورزق کریم۔ بے شک جو لوگ اللہ تعالے کو مانتے ہیں اور عمل صالح کرتے ہیں ان کیواسطے مغفرۃ اور معزز رزق ہے۔

مغفرۃ کا لفظ قرآن کریم میں جن اعلیٰ درجہ کے مفہوم اور معنوں میں آیا ہے اسکی تشریح کے لیے ایک مستقل رسالہ کی ضرورت ہوسکتی ہے۔ لیکن یہاں جس لفظ پر میں اپنے ناظرین کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں وہ رزق کریم ہے۔ ایڈیٹر صاحب روزگار اس لفظ کی تفسیر تو کریں کہ اس سے کیا مراد ہے؟ اور کیا وہ لوگ جو خدا کی طرف سے مامور ہوکر آتے ہیں اور اصلاح خلق کے لئے آتے ہیں بدرجہ اولے اس امر کے مستحق نہیں ہیں کہ انہیں رزق کریم عطا ہو؟

میں یقیناً کہہ سکتا ہوں کہ کوئی دانشمند مسلمان اس سے انکار نہ کریگا۔ کہ سب سے اول رزق کریم کے وارث اور حقدار خدا کے مرسلین و مامورین ہیں۔

اور پھر قرآن مجید فرماتا ہے اللہ ولی الذین اٰمنوا یخرجھم من الظلمات الی النور اللہ تعالیٰ مومنوں کا ولی ہے انکو ہر قسم کی تاریکیوں سے نور کی طرف لے جاتا ہے۔ اگر ہر قسم کی ذلت اور رسوائی۔ تیرہ حالی کا نام ایڈیٹر روزگار کی اصطلاح میں نور ہے تو امر دیگر ہے ورنہ نور اگر متمیز کرتا ہے تو کچھہ شک نہیں خدا تعالے کے برگزیدہ بندے ہر پہلو سے متمیز ہوتے ہیں۔

پھر اگر اس زمانہ میں اللہ تعالے اپنے کسی اتقی بندے کو مامور کرے اور اسپر ہر قسم کے فضل کرے تو اسے اعتراض کی نظر سے دیکھا جاتا ہے شاید اسلئے کہ کہیں قرآن کریم کی سچائی کا زندہ ثبوت ظاہر نہ ہو جاوے؟

افسوس!

یہ چند مقامات جو قرآن کریم کے میں نے پیش کئے ہیں انہیں عمومیت کا رنگ ہے۔ اب ضروری معلوم ہوتا ہے کہ خاص انبیاء و رسل اور مامورین سے جو اللہ تعالیٰ کے وعدے ہیں۔ اور ان پر جو جو فضل ہوتے ہیں انکا بھی ذکر کیا جاوے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

یا ایہا الرسل کلوا من الطیبٰت واعملوا صالحًا انی بما تعملون علیم

یعنی اے رسولو! پاکیزہ چیزیں کھاؤ۔ اور نیک کام کرو جو کچھ تم کرتے ہو میں جانتا ہوں

یہ آیت جو قرآن مجید کی سورہ مومنوں کے تیسرے رکوع کے شروع میں واقع ہے انبیاء و رسل کی حالت کا آئینہ ہے۔ اس میں خصوصیت کے ساتھ گروہ مرسلین کو اللہ کریم نے خطاب کرکے حکم دیا ہے کہ پاکیزہ چیزیں کھاؤ۔ یہاں حلالًا طیبًا نہیں فرمایا اس میں سر یہ ہے کہ یہ مقدس گروہ حرام کھا سکتا ہی نہیں یہ احتمال ہی ان کی نسبت نہیں ہوسکتا۔ اور اگر کوئی شخص حرام خوری کا الزام لگائے تو وہ گویا اللہ تعالیٰ کی تکذیب کرتا ہے اور طیبات کا کھانا انکو حکم الٰہی ہے۔ پس ایسی صورت میں ایک نادان معترض جو قرآن کریم سے محض ناواقف اور نابلد ہو۔ وہ ایک مامور کے خورد و نوش پر بھی اعتراض کرتا ہے جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خورد و نوش پر اعتراض کیا جاتا ہے۔ اور ہمارا نیا مرتد مخالف ڈاکٹر عبدالحکیم خان باوجود مفسر قرآن کریم کا مدعی ہونے کے اس آیت سے ناواقف ہے۔ اسی آیت میں ایک اور حصہ انی بما تعملون علیم بھی نہایت ہی قابل غور ہے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگوں کی طرز زندگی ایسی واقع ہوسکتی ہے جو دوسرے لوگ اسے اعتراض یا مخالفت کی نظر سے دیکھیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا انی بما تعملون علیم بتاتا ہے کہ ان کے اعمال افعال انکے حرکات و سکنات اسی اشارہ و اذن الٰہی کے ماتحت ہیں جو اعملوا صالحًا میں ہے۔

اسلئے یہ گویا تسلی اور اطمینان ہے اس پاک گروہ کو کہ مخالفین کی مخالفت اور اعتراض سے گھبرانا نہیں چاہئے۔ میں جو علیم ہوں تمہارے اعمال کا۔ اس سارے رکوع کو ناظرین پڑھیں اور اس پر غور کریں تو انہیں عجیب عجیب نکات معلوم ہونگے۔

پھر میں انبیاء علیہم السلام میں سے مثال کے طور پر حضرت سلیمان علیہ السلام کی ایک دعا جو قرآن کریم میں مرقوم ہے درج کرتا ہوں جو پارہ ۲۳ سورہ ص رکوع ۳ میں یوں آئی ہے

قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَهَبْ لِیْ مُلْكًا لَّا یَنْبَغِیْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِیْ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ؀

یعنے اس نے کہا کہ اے میرے رب مجھے بخش اور مجھے ایسی وسیع سلطنت عطا فرما کہ میرے پیچھے کسی اور کو سزاوار نہ ہو بے شک تو بڑا فیاض ہے۔ اس دعا کے بعد اسکی قبولیت کا ذکر اللہ تعالیٰ نے کیا ہے اور آخر فرمایا

ھٰذا عطاؤنا فامنن او امسک بغیر حساب۔

یعنی یہ ہماری عطا ہے پس تم جس پر چاہو احسان کر دیا اس بے حساب مال و دولت کو روک رکھو۔

اب غور کی جا ہے کہ حضرت سلیمان نے اس قدر مال و دولت پایا اور اسکے جمع رکھنے کا بھی اختیار اللہ تعالیٰ نے انہیں دیا کیا وہ مال و دولت اور وہ ملک و سلطنت انکی نبوت اور سعادت میں کسی قسم کی حارج اور روک تھی؟ اور پھر لطف یہ کہ بے حساب اس کا جواب خود قرآن مجید ہی نے دیا ہے

وان لہ عندنا لزلفٰی وحسن مآب

اور بے شک یقینًا ہمارے حضور سلیمان کے لئے ثواب قرب اور عمدہ جگہ ہے۔ اگر نفس مال و دولت برا ہوتا تو پھر سلیمان کو یہ مال و متاع کیوں دیا جاتا۔

اور تورات کے مطالعہ سے تو اور بھی اسکی تفصیل معلوم ہوتی ہے۔ پھر کل قرآن مجید کو پڑھ جاؤ کسی نبی یا رسول کے ذکر میں یہ نہیں آئیگا کہ وہ بھوکے مرتے تھے یا اور دنیوی مشکلات میں مبتلا تھے۔ یہ سچ ہے کہ دنیا داروں نے انکی مخالفت کی اور انہیں سخت خطرات میں ڈالا لیکن آخر اللہ تعالیٰ نے انہیں ان خطرات سے صحیح سلامت نکال کر دکھا دیا کہ خدا کا ہاتھ ان کے ساتھ کام کرتا ہوا دکھائی دے۔ پھر قرآن مجید کا ایک اور مقام قابل غور ہے۔

وللہ العزۃ ولرسولہ وللمومنین ولکن المنٰفقین

کہدو بے شک ہر قسم کی عزتیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اور مومنین ہی کے لئے ہیں جب اس قسم کی صریح آیات قرآن مجید میں موجود ہیں تو پھر اس پر اعتراض کرنا میری سمجھ میں نہیں آتا کن لوگوں کا کام ہے۔

غرض

سب سے اول یہ مسئلہ قابل غور ہے کہ دولت و ثروت کا ہونا نبوت یا رسالت کے لئے منافی نہیں۔ اور میں نے اسکو قرآن مجید کے مختلف مقامات سے ثابت کیا ہے اسکے بعد اس سوال کا ایک اور پہلو بھی قابل غور ہے اور وہ یہ ہے۔

کہ کیا عام طور پر مریدین و متبعین اپنے امام اور مرشد کو نذرانے دیتے ہیں یا نہیں؟

میرا خیال نہیں یقین ہے کہ کوئی شخص بھی اس امر کا انکار نہیں کرسکتا کہ یہ طریق چلا آتا ہے اور ہر قوم اور ہر فرقہ میں یہ دستور موجود ہے کہ ارادتمند مرید اپنے مرشد و آقا کو نذرانے دیتے ہیں اور اولیا اور صلحا میں یہ طریق ہمیشہ مروج رہا ہے۔

اگر کسی کو شبہ ہو تو موجودہ زمانہ میں بھی دیکھ لو کہ جسقدر گدیاں اور گدی نشین اور سجادہ نشین ہیں کیا وہ اپنے عقیدت مندوں سے نذرانے نہیں لیتے بلکہ میں جانتا ہوں کہ راولپنڈی کے متصل ہی گولڑہ کی ایک گدی ہے اسکا حال تو ایڈیٹر روزگار کو بھی معلوم ہوگا اور پچھلے دنوں جو وہاں کوئی چوری ہوئی تھی اس مال و زر کی تفصیل بھی قاضی سراج الدین صاحب کو معلوم ہونی چاہئے پھر وہ انصاف سے بتائیں کہ کیا کبھی انہوں نے پیر صاحب سے پوچھا کہ اس روپیہ کا باقاعدہ حساب کتاب دو۔ یا انپر کبھی اعتراض کیا کہ وہ اس قدر قیمتی کپڑے خود یا اپنے گھر میں نہ پہننے دیں؟ اگر نہیں تو پھر میری سمجھ میں نہیں آتا۔ قادیان کے لئے انہیں کیوں اعتراض کی ضرورت محسوس ہوئی؟ محض عداوت اور تعصب!

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خدا تعالیٰ کے اذن اور ارشاد سے بیعت لیتے ہیں اور آپ کے خدام کا ایک وسیع سلسلہ ہے وہ بھی اسی دستور کے موافق جو انبیاء علیہم السلام اور تمام صلحا کی سنت چلا آتا ہے۔ اپنے مریدین سے نذرانے قبول کرتے ہیں۔ اور انکا اختیار ہے۔ جہاں چاہیں اسے خرچ کریں۔ جب دینے والے اعتراض نہیں کرتے تو وہ شخص جسنے ایک حبہ بھی نہیں دیا کیا حق رکھتا ہے کہ اسپر اعتراض کرے؟

کاش! اسلسلہ عالیہ کا یہ شتاب کار مخالف قرآن کریم اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اسوہ حسنہ کو دیکھتا۔ وہاں سورۃ توبہ کے ۱۳ رکوع میں ایک آیت ہے۔

خذ من اموالہم صدقۃ تطہرہم و تزکیہم بہا وصل علیہم ان صلوتک سکن لہم واللہ سمیع علیم۔

یعنی اے نبی ان لوگوں کے مالوں سے صدقہ لو جس کے ذریعہ ان کو پاک صاف کرو۔ اور انکا تزکیہ نفس کرو۔ اور ان کے لئے دعائے خیر کرو۔ بے شک تمہارا ان کے لئے دعا مانگنا انکے لئے تسکین کا موجب ہے۔

اس آیت میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اموال مومنین سے لینے کا صاف حکم ہے اب بتاؤ یہاں کیا کہو گے؟

ان سب امور پر یکجائی نظر کرنے کے بعد یہ سوال بالکل حل ہو جاتا ہے کہ اپنے مریدوں سے چندہ لینا اور اسکو خرچ کرنا کوئی معیوب امر نہیں۔ اور انبیاء و رسل اور صلحا اور اولیا ہمیشہ ایسا کرتے آئے ہیں اور اب بھی کرتے ہیں۔ پھر مرزا صاحب نے اگر چندہ لیا تو انہوں نے کوئی نئی بات نہیں کی۔

اب میں ایک اور امر ظاہر کرنا چاہتا ہوں جسکا ہمارے کم فہم مخالفوں کو کچھ بھی علم نہیں اور وہ یہ ہے کہ قادیان میں دو قسم کے چندے آتے ہیں ایک وہ جنکا تعلق براہ راست حضرت اقدس کی ذات خاص سے ہے یعنے مریدین محض اپنے اخلاص سے بطور نذرانہ پیش کرتے ہیں اور اس نذرانہ میں ہر قسم کی چیز آپ کو خدا تعالیٰ کے وعدے کے موافق آتی ہیں خوردنی اشیاء۔ پارچات ہر قسم۔ برتن۔ سونا چاندی نقد و جنس غرض ہر قسم کی اشیاء آتی ہیں اور پیش کرنے والے کا منشاء ہوتا ہے کہ حضرت اقدس جسطرح پر چاہیں اسے ذاتی استعمال میں لائیں۔

دوسری قسم کے وہ چندے ہیں جو قومی ضروریات اور اشاعت اسلام کے لئے آتے ہیں۔ میں قادیان میں ۹ سال سے رہتا ہوں اور قریبًا اسی وقت سے یہاں مختلف سلسلے اور مدات قائم ہوئے ہیں۔ منجملہ ان کے ایک مدرسہ ہے جسکا انتظام ایک کمیٹی کے سپرد ہے اور جب سے کمیٹی اور مدرسہ قائم ہوا ہے مجھے اس کے انتظام میں دخل رہا ہے اور ذاتی واقفیت اور علم اسکے فنڈز کے متعلق ہے میں یقینًا اور دعوے سے کہتا ہوں کہ حضرت اقدس کو مدرسہ۔ اسکی ضروریات اسکی آمدنی اسکے اخراجات کا کچھ بھی علم نہیں آپ نے اس میں کوئی دخل اسکے فنڈز کے متعلق نہیں دیا۔ پھر میگزین ہے۔ جو قومی سرمایہ اور قومی روپیہ سے اشاعت اسلام کا کام کر رہا ہے۔ اسکے روپیہ آمد و خرچ کا بھی حضرت کی ذات سے تعلق اور واسطہ نہیں اور نہ آپ کو اس کا علم اور نہ کبھی آپنے اس کا حساب پوچھا۔ ان مدات کے باقاعدہ حساب کتاب کے رجسٹر موجود ہیں۔ اور ہر چندہ دہندہ کو ہر وقت انکی پڑتال کی اجازت ہے۔

اور اب کچھ عرصہ سے ایک صدر انجمن احمدیہ قائم کی گئی ہے۔ جو حضرت ہی کے حکم اور ارشاد سے ہوئی ہے لیکن خود اعلیٰ حضرت اس میں نہ خزانچی ہیں نہ سکرٹری ہیں نہ کوئی اور عہدہ دار وہ آپ کے خدام کے سپرد ہے اور اس کے رجسٹرڈ کرانے کا فیصلہ ہو چکا ہے۔

قبرستان کا حساب کتاب اسی طرح باقاعدہ اور باضابطہ رکھا گیا ہے۔ حضرت اقدس کو بجز اس کے کہ کئی ہزار روپیہ کی زمین بطور چندہ دیدی اس کمیٹی کے ساتھ بھی تعلق نہیں اور نہ اس کے روپیہ کے ساتھ پھر میں نہیں سمجھتا جب کہ ایسی حالت ہے تو اس روپیہ پر کیوں اعتراض کیا جاتا ہے؟

یہ اعتراض سراسر ناواقفی کی بنا پر ہے۔

ان سب امور کے بیان کے بعد ایک اور پہلو ہے

جو اس تقریب شادی اور اس کے اخراجات پر نظر کرنے کا ہے۔ کاش نا عاقبت اندیش معترض اسکے مکان پر غور کرتا۔

شادی بالکل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے طریق پر کی گئی تھی۔ اور قادیان میں جسقدر شادیاں ہوتی ہیں اسی طرز پر ہوتی ہیں۔ جسقدر فضول روپیہ بے جا رسم و رواج اور خلاف شرع امور کی تکمیل میں صرف ہوتا ہے اس سے اگر قاضی صاحب واقف نہیں تو وہ عصر جدید کے ایڈیٹر کو لکھ کر پوچھ لیں۔ مگر یہاں وہ ساری رسمیں مفقود ہیں۔ یہانتک کہ خود حضرت اقدس کی بھی باوجودیکہ انکے اپنے صاحبزادہ کی شادی تھی۔ برات میں نہیں گئے صرف تین آدمی گئے تھے اور یا دو چار بچے ساتھ تھے۔ زیورات یا قیمتی پارچات کا پیش کرنا کوئی معیوب امر نہیں اور نہ اسکو رسم سے تعلق۔ بلکہ یہ تو عورت کی گم شدہ عزت کو پھر قایم کرنا ہے عورت کے ساتھ جسقدر سلوک کرنا چاہیئے حضرت اقدس اسکو زندہ کرنا چاہتے ہیں۔

پس اگر قیمتی زیورات یا پارچات دیئے گئے یا لڑکی کے والد صاحب نے دیئے تو کیا برا کیا؟

معلوم نہیں قاضی صاحب ان نکاحوں پر جہاں رنڈیوں کا ناچ۔ اور آتشبازی اور سے نوغی اور فضول رسومات میں ہزاروں روپیہ مسلمانوں کا صرف ہوتا ہے کیوں نہیں چڑتے اور کیوں اعتراض نہیں کرتے؟ یہ صورت تو ایسی تھی کہ اسپر اعتراض کا کوئی محل ہی نہ تھا۔ مگر بات یہ ہے۔

ہنر بچشم عداوت بزرگتر عیب است

اگر قیمتی زیورات یا پارچات کوئی گناہ کی بات ہے تو قیصر و کسریٰ کے اسباب جب صحابہ کے قبضہ میں آئے اور انہوں نے استعمال کئے تو غالباً روزگار کے ایڈیٹر کے نزدیک بہت برا ہوا ہوگا۔

اور شاید ہمارے قاضی صاحب قبلہ خود بھی اور اپنے گھر میں بھی ہدایت کرتے ہونگے کہ پھٹے سے پھٹے کپڑے پہنو جن میں جوئیں چلتی پھرتی نظر آئیں۔ اور بدبو سے دماغ ٹکڑے ٹکڑے ہو جاوے۔ وہ اپنے گریبان میں ذرا منہ ڈالکر دیکھیں؟ اور پھر اپنے اعتراض کا وزن کریں۔ آخر وہ بھی تو مسلمان ہیں؟ کچھ اگر یہ ایسا ہی کبیرہ گناہ ہے تو وہی نمونہ دکھائیں ورنہ اس سے ڈریں۔

کبر مقتاً عند اللہ ان تقولوا ما لا تفعلون

آخر میں انہوں نے دنیادار کافر سید مرحوم کا ذکر خیر کیا ہے اور دراصل گڑے مردے اکھاڑ کر مرحوم سید کو رسوا کیا ہے۔ اگر وہ ڈیڑھ ہزار کی ماہوار ذاتی آمدنی رکھتے ہوئے بھی آخر کفن سے محروم نکلے تو پھر ان کی آمدنی کا مصرف بتانا آپکا فرض ہے

کیا ان کو اپنے گھر سے کفن نہ ملنا ناداری کیوجہ سے تھا یا اسکا باعث کچھ اور رہا تھا؟ ذرا سوچکر جواب دینا۔

اور اگر بہر حال ناداری اور قلاشی ہی اسکا موجب تھا جو ہمارے خیال اور واقعات کی بنا پر نہیں تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ خدا کے ماموروں اور مرسلین کے ساتھ اللہ تعالےٰ کی یہ سنت نہیں۔

سید کا اسوہ آپ کو مبارک ہو۔ آپ دعا کریں کہ آپکا کوئی بیٹا آخر عمر میں شراب کے نشہ میں سرشار ہو کر آپ کو گھر سے نکالدے اور آخر آپ بھی کسی دوست کے گھر پر وفات پائیں۔ اور گھر سے کفن نصیب نہو۔

ہمارے لئے تو ہمارے سید و مولےٰ آقا خاتم الرسل علیہ الصلوٰۃ والسلام کا **اسوہ حسنہ** کافی ہے۔ خدا کے مامور و مرسل ایسی حالت میں نہیں مرا کرتے اور مرنے کے بعد بھی انکے مدفن عزت کی نظر سے دیکھے جاتے ہیں۔ اگر شبہ ہو تو مدینہ طیبہ جاکر دیکھو کہ مسجد نبوی کی کیا شان ہے؟ پھر آپ کے نزدیک تو یہ بھی فضول خرچی اور اسراف ہوگا؟

ایڈیٹر

احمدی خواتین کے مضامین

اکثر بہنوں نے باصرار التجا کی ہے کہ الحکم میں انکے مضامین چھاپنے کیلئے گنجایش نکالی جاوے الحکم کی غرض و غایت اپنی قوم کو نفع پہنچانا ہے اور قوم کے مفہوم میں بہر حال مستورات بھی داخل ہیں۔ اگرچہ اس سے پہلے بھی الحکم نے کبھی بخل نہیں کیا کہ وہ اپنی محترم بہنوں کے مضامین کو درج نکرے لیکن آئیندہ خصوصیت سے اسکا التزام رہیگا۔ اور اگر یہہ سلسلہ الحکم میں پورے طور پر نبہ نہ سکا۔ تو اس کے لئے کوئی اور صورت سوچی جاوے گی بہر حال میں ہر وقت اپنی احمدی بہنوں کے مضامین چھاپنے کو آمادہ ہوں۔ ایڈیٹر۔

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں عورتوں کی بیعت

جناب محترم ایڈیٹر صاحب الحکم زاد عنایتہٗ۔

السلام علیکم

مضمون ذیل جلدی درج اخبار فرماکے ممنون فرمائیے

والسلام

نبی کریم صلعم کے ہاتھ پر جو عورتیں بیعت کرتی تھیں وہ ان باتوں کے نہ کرنے کا خداوند تعالےٰ سے عہد باندھتیں کہ (۱) اللہ کے ساتھ کوئی شریک نہ ملائیگی نہ چوری کریگی نہ زنا! نہ اپنی اولاد کو ہلاک کریگی نہ اپنے ہاتھ پاؤں کے آگے کوئی بہتان بنائیگی۔ نہ نیک کاموں میں رسول اللہ صلعم کی حکم عدولی کریگی اب چونکہ ہمارا پیشوا احمدی شان میں تخت رسالت پر جلوہ افروز ہوا ہے۔ اور ہم بعض خوش نصیب عورتیں اسکی بیعت سے مشرف ہوئیگی ہیں اس لئے نہایت ضروری ہے کہ ان معاہدوں پر قایم رہنے کی دل میں جان سے کوشش کرتی رہیں اور خداوند کریم سے توفیق مانگیں۔ سب سے پہلے یہ سمجھنا چاہیئے کہ اللہ کا شریک بنانا کئی قسم سے ہے۔

ایک تو اس کی ذات صفات میں کسی کو شریک سمجھنا مثلاً یہ کہ کوئی اور بھی خدا ہے۔ جس کے قبضہ قدرت میں اس عالم کا کچھ انتظام ہے۔ بعض **نادان** لوگوں نے ایسا ہی سمجھا ہے جبھی تو بتوں کے آگے سجدہ کرتے ہیں اور قبروں پر منہ ماتھا رگڑتے ہیں۔ فرقان حمید میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ اللہ وہ ذات پاک ہے جس نے تمہیں پیدا کیا پھر تمہیں **رزق** دیتا ہے۔ پھر تمہیں مارتا ہے اور پھر زندہ کرے گا! کیا تمہارے بنائے ہوئے شریکوں میں سے کوئی ہے جو یہ کام کرسکے پاک ہے اور بلند اس سے جو تم شرک کرتے ہو سورۃ روم رکوع چارم۔ گویا یہ چار کام محض اللہ تعالےٰ سے ہی خاص ہیں کسی **چیز کا پیدا کرنا۔ مارنا۔ جلانا** اب اگر کوئی یہ عقیدہ رکھے کہ عیسیٰ علیہ السلام سچ مچ ایسے جانور بناتے تھے جو خدا کے بنائے جانوروں کی طرح اڑتے یا اپنی نسل بڑھاتے تھے یا یہ **اعتقاد** رکھے کہ اس ذات برحق کے سوا کوئی اور بھی رزق دینے یا مارنے کا اختیار رکھتا ہے یا مردہ زندہ کرسکتا ہے۔ جیسا کہ حضرت مسیح کی نسبت مشہور ہے تو وہ سخت غلطی پر ہے۔ اور اس گناہ میں گرفتار ہے جس کی نسبت اللہ تعالےٰ فرماتا ہے اللہ تعالےٰ نہیں بخشتا یہ گناہ! کہ شرک کیا جاوے ساتھ اسکے۔ آریہ کہتے ہیں کہ **روح اور مادہ** خداتعالیٰ کا پیدا کیا ہوا نہیں" اور وہ ازلی ابدی ہے تو یہ بھی ایک طرح سے خدا کے شریک ٹھہراتے ہیں کہتے ہیں کہ یہ نہ ہوتے تو خدا جہان پیدا نہ کرسکتا مگر مجھے سمجھ نہیں آتی کہ جب خداتعالےٰ بغیر آنکھوں کے دیکھتا بے کانوں کے سنتا بے زبان کے بولتا ہے تو بغیر مادے کے وہ پیدا کیوں نہیں کرسکتا۔ ایک کمہار جو مٹی اور پانی سے برتن بنالیتا ہے اور خدا میں فرق بھی کچھ ہونا چاہیئے یا نہیں! اور جن چیزوں کو اس نے پیدا نہیں کیا انکی خاصیتوں کا اسے علم کیا ہوگا۔ اور ان سے عبادت کرانے کا کیا حق ہے؟ عیسائی کہتے ہیں کہ **باپ۔ بیٹا۔ روح القدس** تین تین خدا پھر تینوں مل کر ایک کے تین کچھ ایسی دور از عقل ہے کہ تعجب آتا ہے اسے مانتے کیونکر ہیں

قرآن شریف میں بھی رب العالمین آیا ہے اور عیسیٰ کو کلمۃ اللہ کہا گیا ہے اور روح القدس کا بھی ذکر ہے مگر سب کو اپنے اپنے درجہ پر رکھا ہے پھر دیکھو کہ انجیل میں صاف لکھا ہے کہ تمہارا ایک ہی باپ ہے جو آسمان پر ہے۔ باوجود یہ ایسی آیتوں کے پولوسی خیالات کے تابع ہیں اگر **مسیح** خدا تھے تو صلیب پر کیوں پکارے کہ **اے میرے خدا اے میرے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا"**

ایک شرک عبادات میں ہے ہم روز خدا سے دعا مانگتی ہیں **ایاک نعبد و ایاک نستعین** تیری ہی فرمانبرداری کرتے ہیں اور تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں اب اس کے خلاف اگر کسی اور کا حکم بھی سمجھیں تو مشرک ٹھیریں یہی خیال یہودیوں کا تھا کہ خدا کے کلام کو چھوڑ کر اپنے ملاؤں اور پیروں جنہیں (احبار و رہبان کہتے تھے) کے ہاتھوں پر بک چکے تھے جو وہ کہتے وہی بجالاتے خواہ فرمودہ الٰہی کے خلاف ہی کیوں نہ ہو چنانچہ ایک آیت ہے کہ "پکڑ لیا انہوں نے اپنے مولویوں اور پیروں کو اپنے رب اللہ کے سوا چنانچہ آجکل بھی دیکھا جاتا ہے کہ ہزار آیتیں قرآن مجید کی سناؤ احادیث نبوی گوش گذار کرو مگر وہ اپنی بات نہ چھوڑیں گے یہ کہتے ہوئے کہ ہمارے بڑوں کو بھی یہ آیتیں معلوم ہی ہونگی۔ ایسا ہی جب کوئی مصیبت پڑے تو پھر خدا کو پکارنے کی بجائے یا پیر دستگیر پکارنے لگتے ہیں اور مثال دیتے ہیں کہ بادشاہ کے دربار میں کسی وسیلہ سے ہی پہنچتے ہیں حالانکہ خدا نے ہی فرما دیا ہے کہ نہ بناؤ اللہ کے لئے مثالیں! ہمارا خدا وہ زندہ خدا ہے جو فرماتا ہے میں ہر کسی کے بھی نزدیک ہوں اور جب کوئی مجھ سے مانگے تو میں اسکی سنتا ہوں اور قبول کرتا ہوں۔ پس کیا ضرورت ہے بلانے کی آتنی دور رہنے والے کو جو زندہ بھی نہیں بلکہ قبر میں ہے بحالیکہ ہماری آواز ایک میل تک بھی نہیں پہنچ سکتی۔ اور پھر اسکو کچھ اختیار میں کچھ بھی نہیں جب ہمارے سرور کائنات فخر موجودات علیہ الصلوٰۃ کو یہ حکم ہوتا ہے کہ ان لوگوں کو کہدے میں تمہارے نفع نقصان کا اختیار نہیں رکھتا تو پھر اور کسی کو کیا حق پہنچتا ہے قرآن مجید میں آگیا ہے کہ نہ پکار سوا اللہ کے کسی کو کہ نہ نفع دے نہ ضرر۔ اگر تو پکارے تو بڑے ظالموں سے ہے۔ اسی طرح بعض لوگ خدا کے بغیر کسی اور کی نذر بھی مان لیتے ہیں اسکی نسبت قرآن مجید کا حکم ہے جو غیر اللہ سے نامزد کیا جاوے وہ بھی حرام ہے۔ ان باتوں میں ہماری بہنیں بہت ہی گرفتار ہیں اور وہی زیادہ تر منتیں مانتی ہیں کہ فلاں پیر کی دمڑی دونگی جو یہ کام ہوگیا یا فلاں کا توشہ پکاؤنگی۔ اگرچہ چیز خدا کے نام پر دیں اور ثواب مردہ کی روح کو تو جائز ہے۔ غرض ان سب باتوں کا خیال رکھنا چاہیئے۔ پھر چوری کی نسبت فرمایا کہ اس سے بچیں جو گھر کی تمام اشیاء ذاتی ملک نہیں بلا اجازت مالک کے خرچ نکریں خواہ کچی کوڑی ہی کیوں نہو اور اپنی عصمت کو ایسا نگاہ رکھے کہ غیر کا خیال تک دل میں نہ آنے پاوے اور اپنی اولاد کو اچھی طرح پرورش کریں چہ جائیکہ بیٹی ہو تو اس سے نفرت رکھیں یا اسے مارنے کا خیال دل میں لائیں کسی پر بہتان نہ باندھنا چاہیئے بعض بہنوں میں

متفرق اور مختصر نوٹ

کانگو کی غلامی

اس عنوان سے ۵ - جولائی کے آریہ گزٹ نے ایک نوٹ شائع کیا ہے جس میں اسلام پر اعتراض کیا ہے - اس نوٹ پر کسی مزید ریمارک کی حاجت نہیں مسئلہ غلامی پر سیر حاصل اور فیصلہ کن بحث میرے محترم مخدوم ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز نے کردی ہے - اور اسپر کسی اندرونی یا بیرونی مخالف کو قلم اٹھانے کی توفیق نہیں مل سکتی اسکے بعد اسلام پر ایسا الزام لگانا پرلے درجہ کی بے حیائی ہے - خیر یہاں میں ایک عجیب لطیفہ پیش کرنا چاہتا ہوں کہ اسی اشاعت کے آریہ گزٹ میں **ہماری ماتائیں** کے عنوان سے راجہ ہرشچندر کی استری کی داستان شائع کی ہے - جس میں نہایت جوش سے دکھایا گیا ہے کہ آخر خود راجہ اسکی استری دونو کاشی کے بازار میں فروخت ہوئے - اگر آریہ ورت میں غلامی کا رواج نہ تھا تو پھر تعجب ہے کہ رانی اور راجہ فروخت کیونکر ہوئے؟ اگر رواج تھا اور ضرور تھا تو پھر سیمٹک قوموں پر اس کا اعتراض کیوں؟ اے ریاکار پہلے اپنی آنکھ کا شہتیر دیکھ!

زلزلہ آیا

ناخداترس خدا تعالےٰ کی باتوں کو ہنسی میں اڑانے کے ہمیشہ سے عادی ہیں اور دنیا کی تاریخ بتارہی ہے کہ ایسے شتاب کار منکر اپنی کرتوتوں کی سزا پاکر رہے ہیں زلزلہ کی پیشگوئی پر ہنسی کی جاتی ہے - مگر وقت آتا ہے کہ خدا تعالےٰ منوا کر چھوڑیگا - اقطاع عالم میں خطرناک زلزلوں کا آنا ایسی بات نہیں جسکی طرف ہم توجہ نہ کریں اور دور کی بلاؤں سے کوئی سبق نہ لیں ۲۷ - جون کو جنوبی دہلی میں ایک شدید زلزلہ آیا موتیں بھی ہوئیں اور جایدادوں کو بھی نقصان پہونچا - یہ سب کچھ ہو رہا ہے لیکن ہم ہیں کہ بدستور غافل ہیں -

رب ارحم! رب ارحم!

وجود ہی بدل دو

۸ - جولائی ۱۹۰۶ء کی صبح ایک مبارک صبح تھی ہمارے سید و مولےٰ امام علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے خدام کے حلقہ میں بیٹھے ہوئے تھے - ہمنے ایک دوست اور معزز اور محترم دوست کی صحت کے لئے دعا اور دوا کے واسطے عرض کیا - اسپر آپ نے ایک عجیب تقریر فرمائی جو الحکم میں انشاءاللہ درج ہو جائے گی - اس میں کا ایک فقرہ اسی ساری تقریر کی جان ہے - جو بطور خلاصہ میرے اپنے لفظوں میں درج ذیل ہے -

فرمایا خدا تعالےٰ کا عذاب جب آتا ہے تو انسان کو اس سے پہلے کہ وہ عذاب نازل ہو ڈرنا چاہیے اور سچی تبدیلی کرنی چاہیے - اسی لئے قرآن مجید میں فرمایا -

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ - حقیقت میں جب تک انسان سچی تبدیلی نہیں کرتا خدا تعالےٰ اسکی پروا نہیں کرتا لیکن جب انسان نزول عذاب سے پہلے تبدیلی کر لیتا ہے تو خدا تعالےٰ اسکو محفوظ کر لیتا ہے - اور وہ تبدیلی ایسی ہو کہ **گویا پہلا وجود ہی نہیں رہا** جب تک ایسی تبدیلی نہ ہو بچ ہی نہیں سکتا - لیکن جب ایسی تبدیلی ہو تو پھر اسپر عذاب نازل نہیں ہو سکتا اسلئے کہ وہ وجود جس پر بلا آنے کو تھی نہ رہا تو بلا کس پر آئے "

یہ خلاصہ ہے اس ارشاد کا - ہم سب سخت تبدیلی کے محتاج ہیں اور میں جو حضرت امام کی باتیں آپ تک پہونچاتا ہوں سب سے زیادہ محتاج اور ذمہ دار ہوں کیا ہو سکتا ہے کہ آپ اپنے ایک کمزور بھائی کی دعا سے مدد کریں؟

اللہ رے پاکیزہ فطرت

ہم میں بدظنی کا مرض عموماً پھیلا ہوا ہے خدا کرے ہم سب اس سے بچ جاویں (آمین) حضرت امام کی ایک پاکیزہ فطرت کی ایک مثال سناتا ہوں ایک بھائی نے اپنے کاروبار کے متعلق ایک اور بھائی کی کسی چالاکی کا ذکر کیا اور اس کے ثبوت کے لئے انہوں نے ایک شخص کو جو اس کارستانی میں شریک تھا بطور شہادت پیش کیا حضرت نے سارے قصہ کو سنکر فرمایا کہ مجھے تو اس شہادت پر یقین نہیں جب کہ یہ شخص خود ملزم اور پہلے ہی اس قسم کے جرائم کا عادی ہے اصل میں یہ پاکیزہ فطرتی کی دلیل ہے - آپ میں بدظنی کا مادہ قطعاً مفقود ہے - میں اس سے بھی بڑھکر ایک اور واقعہ سناتا ہوں - حضرت اقدس سے ایک مرتبہ ایک شخص نے حضرت یوسفؑ کے متعلق سوال کیا کہ ما ابرئ نفسی سے کیا پایا جاتا ہے آپ نے فرمایا کہ "ہم تو کوئی وجہ نہیں پاتے کسی شخص کی نیت پر حملہ کریں -"

اللہ! اللہ! کس بلند مقام پر ہمارا امام کھڑا ہوا ہے - اور ایک ہم ہیں کہ ذرا ذرا سی بات پر بدظنی کا شکار ہوتے ہیں - مولیٰ کریم تو ہی رحم فرما اور ہماری کمزوریوں کو دور کر - (آمین)

زلزلہ آنیکے دن

ذیل میں ایک اور نظم درج کیجاتی ہے میری غرض ان نظموں کے اندراج سے صرف یہ ہے کہ تا کسی نہ کسی نوع سے ہم اس خطرناک دن کو یاد رکھ سکیں اور تبدیلی کے لئے سعی کریں - (ایڈیٹر)

نظم

آئے دن اسلام والوں کو ہیں شرمانیکے دن
بھٹے مقدر ان کے بھی حق سے تو پھر جانیکے دن
حق کو ناحق اور ناحق کو حق اب کہنے لگے
فضل حق سے آئے حق پھر ان کو سمجھانیکے دن
مہدیٔ موعود کا ہے یہ زمانہ دوستو!
گر نہ پاؤ اسکو پچھتاؤ گے پچھتانے کے دن
باز ہٹ دہرمی سے آؤ جستجوئے حق کرو
ورنہ تم پر آہی جائیں گے بلا آنیکے دن
تم نے گر دیکھا نہیں لیکن سنا تو ہے ضرور
سرکشوں نے پائے دنیا میں سزا پانیکے دن
بہر انذار خلایق آگے ہی اللہ نے
زلزلے دکھلا دیئے اور زلزلے آنیکے دن
خیر امت کی بشارت پر تم اتراؤ نہیں
بے عمل بیکار ہو جائینگے اترانے کے دن
صرف اقرار زبانی کا نہیں اسلام نام
کام بھی ایسے کرو کام آئیں کام آنے کے دن
مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْاِنْسَ کی آیت کو پڑھو
طاعت حق کو بجا لاؤ بجا لانے کے دن
دیکھتے ہو تم زمانہ کا یہ سارا انقلاب
سچ بتاؤ کیا نہیں ہیں آج گھبرانیکے دن
شرک و بدعت میں مسلمان پھنس گئے ہیں آجکل
آئے ہیں دیکھ اپنی حالت آپ شرمانیکے دن
بال کی پوجا کہیں ہے شدے جھنڈونکی کہیں
ہیں سراسر دین و ایمان ہاتھ سے جانیکے دن
بندے بندوں کے نظر آتے ہیں سر یکجا جُھکا کر
کھو گئے اللہ والے تھے جو کہلانیکے دن
حملے غیر اقوام کے اسلام پر ہوتے ہیں آج
کیا نہیں آئے ہیں مہدی کے ابھی آنیکے دن
اے عزیز اب مرثیہ کچھ دین کا گایا کرو
یہ نہیں دنیا کے دھندوں کی غزل گانیکے دن
کافر و دجال کہتے ہو تم اہل اللہ کو
آگئے شاید تمہارے ٹھوکریں کھانیکے دن
یوں تو اچھوں کو برا کہتے ہی آئے ہیں برے
رنج اٹھائے اہل حق نے حق کے دکھلانیکے دن
خواب غفلت سے اٹھو آؤ چلو تم قادیان
ہیں مسیح و مہدیٔ موعود کے پانیکے دن
دیکھنے کا وقت ہے تحقیق سے دیکھو ابھی
ورنہ ان آنکھوں سے تم دیکھو گے پچھتانیکے دن
عیسیٔ مریم کے آنے کا عبث ہے انتظار
آنیوالا آگیا ہے - ہیں یہی آنے کے دن
بس اسی امت میں ہی مبعوث ہوگا وہ مسیح
جو نبی بھی امتی بھی پائے کہلانے کے دن
ہے اگر ختم نبوت پر تمہارا اعتقاد
تکتے ہو کیوں عیسیٔ مریم کے پھر آنیکے دن
خالدین تک ما جعلناھم کی آیت کو پڑھو
تاکہ ہو معلوم عیسےٰ کے بھی مر جانے کے دن
آیت بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ سے کبھی
ہوں نہ ثابت آسماں پر جانے اور آنیکے دن
بلکہ اوس سے موت ہی ہوتی ہے ثابت اے عزیز
جیسے ثابت ہوتے ہیں اگلوں کے مر جانیکے دن
یَاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِی اسْمُهٗۤ اَحْمَدُ سے عیسیٰ فوت ہو
ورنہ احمد کے نہوں یہ جلوہ فرمانے کے دن
مرگ عیسےٰ ہے دلیل آمد احمد نبی
آئے ان کی موت کے بعد آپکے آنیکے دن
لفظ بعدی صاف تبلاتا ہے معنی موت کا
اس سے ثابت کس طرح ہوں چرخ پر جانیکے دن
واہ ری عقل! آسماں پر کیوں رہے کوئی بشر
کیوں گزارے اپنے جینے پینے اور کھانیکے دن
مستقر فی الارض ہو مخلوق ارضی موت تک
کیوں ہوں حاصل آسمانی اسکو کہلانے کے دن
فِیْهَا تَحْیَوْنَ وَ فِیْهَا تَمُوْتُوْنَ وَ مِنْهَا تُخْرَجُوْنَ
حق نے ارضی خلق کو فرمایا فرمانے کے دن
موت نے خیر الرسل ہی کو نہ چھوڑا زندہ پھر
پائے کیوں عیسےٰ نے اپنی زندگی پانے کے دن
آکے عیسیٰ حنفی اس امت میں کہلائیں اگر
آگئے بے شبہ انپر درد و غم کھانے کے دن
وہ نبی اور امتی ہوں کسطرح برعکس نقص
گر یہ سچ ہو تو نہ آئیں انپہ پھر آنیکے دن
خوب سمجھو یہ سمجھ رکھنے کے قابل بات ہے
گر نہ سمجھو تو خدا سمجھائے سمجھانے کے دن
کیا ہوا اگر دور کوئی اس جماعت سے ہوا
تھے منافق ہی بہت اسلام پھیلانے کے دن
گر کوئی ہو جائے مرتد اس امام الوقت سے
آگئے اوس پر عذاب النار کے پانے کے دن
اُنسے کیا بگڑا جواب ان سے بگڑتے کا ہے خوف
اہل باطل دیکھ لیں گے خود بگڑ جانے کے دن
لکھتے تھے تکفیر کے فتوے جنہوں نے زور پر
ہمنے خود دیکھے ہیں انکے توبہ کروانے کے دن
ایک مرزا تھے مگر اب تین لاکھ انسان کے
آپ نے دیکھے ہیں اپنے دین پر آنیکے دن
اہل حق کو فتح و نصرت حق سے ملتی ہے ضرور
اہل باطل پر ضرور آتے ہیں مٹ جانیکے دن
مٹ گئے اور مٹتے جاتے ہیں بہت ناحق پرست
آئے جب گلزار مہدیت کے لہرانے کے دن
حکم حق سے اہل حق پر عبد حق یہ حق رہا
انکو سلجھائے کہ جنکے دیکھے الجھانے کے دن

یکم جولائی ۱۹۰۶ء

راقم ابو الخیر محمد عبد الحق احمدی ترچناپلوی
مقیم شنکر بنگلور کمبار اسٹریٹ A نمبر -

مسلمانوں میں پردہ سسٹم نمبر ۱

چند روز گذرے کہ آپ کے اخبار میں ایک نوٹ دیکھا کہ مارننگ پوسٹ بحوالہ اخبار سٹینڈرڈ ایک مضمون پردہ کی مخالفت میں شائع کرتا ہے اور جس کے کچھ مختصر خلاصہ کے بعد لکھا ہے کہ ہماری رائے میں کسی مسلمان صاحب کو اسپر طبع آزمائی کرنا چاہیئے اس لئے میں نہایت ہی مختصر طور پر اسکی بابت لکھنا چاہتا ہوں امید ہے کہ آپ اپنے اخبار میں درج کر کے مشکور فرماوینگے اور ضرور کسی کونہ میں اس کو جگہ دینگے۔

راقم محمود احمد ایڈیٹر رسالہ تشحیذ الاذہان۔

اخبار مارننگ پوسٹ اپنے پرچہ میں پردہ کی مخالفت کر کے جو ہم مسلمانوں کو اس بات کی ترغیب دیتا ہے کہ پردہ ایک روک ہے جس نے ترقی میں نہایت دشوار گذار دقتیں پیدا کر دی ہیں بیشک ہم اس نصیحت کی بہت قدر کرتے ہیں۔ کیونکہ یہ کیسی ہی کیوں نہو ہماری خیر خواہی کے لئے لکھی گئی ہے لیکن ہم بعض وجوہات سے اسکو ماننے کے لئے طیار نہیں۔ کیونکہ ہر ایک بات کے قبول کرنے یا اوسپر عمل کرنے سے پہلے ضروری ہوتا ہے کہ اوس کے حسن و قبح کو دیکھا جاوے اگر اوس بات کا پہلے تجربہ کیا گیا ہے تو وہ نتائج جو کہ خاص اوس بات سے پیدا ہوئے۔ مشاہدہ کرنے چاہئیں۔ اور یہ دیکھنا چاہیئے کہ اس کا اثر اس ملک یا قوم [illegible] یا ایک خاص شخص کی ذات پر جس پر اسکا تجربہ [illegible] کیا گیا ہو کیا ہو آئندہ بالکل غلطیوں سے پاک اور نقصانوں سے مبرا پایا گیا ہے۔ یا اوس میں کوئی صریح نقص یا ضرر ایسا ہے جس سے کہ خطرہ ہے کہ ہم بھی آفتوں اور مصیبتوں کے شکار نہو جائیں یا یہ کہ اوس میں کچھ نقص ہیں اور کچھ فوائد اس صورت میں تو یہ ہو کہ دونوں بات کا وزن کر کے جو بات زیادہ مستحکم معلوم ہو اوس کے مطابق عمل کریں اگر زیادتی نفع ہے تو کوئی حرج نہیں کہ ہم اوسکو اپنی ذات کیلئے بھی قبول کریں اور اگر نقصان کا پلہ بھاری ہے تو اس سے ہر صورت میں بچنا لازم ہے اور پہلی دو صورتوں میں تو صاف ہی بات ہے کہ ہم کو کونسا راستہ اختیار کرنا چاہیئے لیکن نفع نقصان بھی کئی قسم کے ہیں کوئی روحانی ہے کوئی جسمانی ہے اور کوئی اخلاقی ہے اور اس صورت میں ہم کو لازمی ہے کہ ہم اپنا برا بھلا خوب سوچ سمجھکر اس معاملہ میں جو کہ ہمارے سامنے برخلاف ہماری رسم و آئین کے پیش کیا جاتا ہے۔

قدم رکھیں۔ تا کہ ایسا نہ ہو کہ ہم اپنی پہلی عادت کو یا اپنے خیال کو چھوڑیں لیکن بعد اس کے کہ ہم ایک دوسرا پہلو اختیار کریں ہم پر یہ ثابت ہو کہ ہم نے غلطی کھائی اور پیچھے اس بات کا افسوس ہو۔ اور بے فائدہ ندامت ہمکو گھیرلے اور یہ مثال ہم پر صادق آوے کہ کوا ہنس کی چال چلا تھا نہ وہ رہی نہ وہ۔ اب ہمارے سامنے یہ پردہ کا معاملہ پیش ہے۔ ہم کو دیکھنا چاہیئے کہ اس کا تجربہ پہلے بھی کیا گیا ہے یا نہیں اگر کیا تو کس کس نے کیا۔ اور اوس کا نتیجہ کیا نکلا۔ سو ہم دیکھتے ہیں کہ یورپ امریکا میں اس کا تجربہ خوب کیا گیا ہے انکی دیکھا دیکھی۔ اور انکی شہ پر بعض ہندوستانیوں نے بھی کچھ کچھ قدم مارنا شروع کیا ہے۔ اب ہم پہلے یورپ امریکا کو لیتے ہیں کہ انہیں اس عملدرآمد اور قابل تقلید مسئلہ کا جسکی تعلیم دینا اونہوں نے ہمارے لئے بھی ضروری سمجھا۔ کیا ہوا۔ سو ایک ہی نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نسخہ کے استعمال سے جو ان کی حالت ہوئی وہ ناگفتہ بہ ہے۔ میں خیال کرتا ہوں کہ اگر اون سے پوچھا جائے کہ یہ باتیں کیسی آپ کی نسبت بتائی جاتی ہیں تو شاید بعض جو حیا رکھتے ہیں جن کو کچھ بھی شرم کا پاس ہو عرق عرق ہو جائیں یہ شراب خواری اور زناکاری جو یورپ میں اسقدر رائج ہو رہی ہے کیوں اور کس لئے۔ صرف اسی پردہ کی مخالفت کی وجہ سے آج جو یورپ اور امریکہ میں شراب پی جاتی ہے اس کا خود وہیں کے اہل شناس لوگوں نے اندازہ لگایا ہے کہ قریباً ان تمام ممالک کی ایک چوتہائی آمدنی شراب خواری میں ضائع ہوتی ہے یا دوسرے لفظوں میں یوں کہو کہ اس نہایت ہی عمدہ اور ترقی کے راہ صاف کرنے والے مسئلہ کی تدریج خرچ ہوتی ہے۔ یہ بات کہ شراب خوری کا بے پردگی سے کیا تعلق اس طرح ہے کہ ہندوستان میں بھی کئی لوگ اپنی گاڑھی کمائی کا روپیہ اوس میں خرچ کرتے ہیں لیکن چونکہ اُن کی عورتیں پردہ دار ہوتی ہیں یہ مرض اون میں نہیں پھیل سکتی جسکا کہ نتیجہ یہ ہے کہ ایک تو ملک اُس تباہی سے بچ رہتا ہے جو کہ شراب کی کثرت سے پیدا ہونی ضروری ہے اور دوسرے خود وہ شخص زیادہ تباہی سے بچ جاتا ہے کیونکہ اوسے خیال ہوتا ہے کہ اب بیٹے گھر جانا ہے اوسوقت میرے بھیدی مجھ سے پوچھیں گے کہ تم یوں بدمست کیوں ہو۔ اسلئے وہ بچتا ہے کہ ایسا نہو کہ میں حد سے زیادہ بڑھ جاؤں اور پھر اگر بیوی بھی شریک ہوگی تو اسکا لازمی نتیجہ ہوگا کہ وہ گل کھلیں گے اور ہر طرح سے اپنی جائداد اور اندوختہ کو تباہ کرینگے اور جو کچھ نقصان اون کی اولاد کو یا ان کے اخلاق کو صحت کو دولت کو ہوگا وہ گھاتے میں رہا۔

یہ یقینی بات ہے کہ یورپ میں یہ شراب کی کثرت صرف بے پردگی کی وجہ سے ہے اگر ایک سوسائٹی میں کسی عورت نے دوسری کا جام صحت تجویز کیا تو نہایت ہی ہتک کی بات ہے اگر کوئی صاحب اُس میں شریک نہوں۔ بیشک ان لوگوں کا عمل تو اس مصرع پر ہے کہ "

ع گر یار مے پلائے تو پھر کیوں نہ پیجئے "

خیر یہ تو شراب کا رواج تھا جو کہ بے پردگی کی وجہ سے پھیلا۔ اب میں اُس بدکاری اور زناشوی کا ذکر کرتا ہوں جو کہ اسی وجہ سے پھیلی۔ اسی بے پردگی کیوجہ سے ہے کہ آج انگلستان ہی کے لوگ چلا چلا کر کہہ رہے ہیں کہ انگلستان میں ولد الحرام اس کثرت سے پھیلتے جاتے ہیں کہ اندیشہ ہے کہ اس کا نتیجہ نہایت ہی خوفناک نہ نکلے۔ رینالڈس کہتا ہے کہ مجھکو جو ایسے ناول لکھنے کی ضرورت پڑی تو صرف اسی لئے کہ شاید ان کو پڑھکر ملک میں کچھ جوش پیدا ہو اور وہ اُس تاریک گڑھے سے بچنے کی کوشش کرے جسمیں کہ عنقریب وہ گرنے والا ہے۔ وہ لکھتا ہے اور اُس نے پوسٹ ماسٹر ہونے کی حالت میں لوگوں کے خطوں سے خوب اندازہ لگا کر یہ نتیجہ نکالا ہے کہ انگلستان میں پچھتر فی صدی ولد الحرام ہیں۔ مانا کہ اس میں مبالغہ ہونے کا احتمال ہے لیکن کہانتک آخر کوئی حد بھی۔ تمام مصنف جس بات کی یک زبان ہو کر گواہی دیتے ہیں۔ تاریخ جسکا ثبوت دیتی ہے اُسکا انکار کرنا کوئی آسان امر نہیں۔ ابھی چند ہی سال ہوئے کہ ایک چرچ کی زمین کھودنے پر معلوم ہوا کہ سینکڑوں حرامی بچے اسکے نیچے زندہ دبائے گئے۔ اور اس بات پر تمام انگلستان میں ایک شور مچ گیا تھا۔ اب ایسی صریح باتوں سے انکار ہو تو کیونکر ہو۔ سیدھی بات ہے کہ جب ایک خوبصورت عورت کے ساتھ جسوقت چاہو خلوت کا موقعہ ملسکتا ہے تو شیطان کے اثر سے وہ کسطرح سے بچ سکتے ہیں خصوصاً جس مذہب میں کفارہ ہے یعنے جب ہم نے مسیح کو مان لیا تو تمام گناہوں سے پاک ہو گئے اور وہ ہمارے تمام گناہوں کو اپنے سر پر لے کر سولی پر چڑھ گیا۔ اب اُس شخص کو جسکا یہ عقیدہ ہو گناہ کا کیا خیال ہو سکتا ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ مجھکو گناہ کا تو بدلہ ملنا ہی نہیں پھر کیوں نہ عشق اڑاؤں اور خواہ مخواہ اپنے آپکو کسی قید میں رکھوں۔ کیونکہ وہ شخص پھر خوب دل کھولکر تمام بدیوں کا مرتکب نہ ہوگا۔ ہاں اُس کے لئے کل اسباب موجود ہے پردہ کے نہ ہونے نے اُسکی تمام روکیں اٹھا دیں۔ اب اُسکے لئے

کسی اتنی بڑی کوشش کی ضرورت نہیں۔ صرف ایک دل پر قبضہ پانا ہے جو خود ایسے ہی خیالات کے پہلے سے ہی مستعد تھا۔ اُس کے تو گویا کہ " بلی کے بھاگوں چھینکا ٹوٹا " اگر یہ مسئلہ مذہب میں نہ بھی ہوتا تو بھی یہ بے پردگی ہی انسان کو مذہب سے دور پھینکدیتی۔ کیونکہ جو شخص کہ بغیر کسی روک کے ہر ایک عورت سے ملسکتا ہے وہ انکی دعوتوں میں شریک ہوتا ہے بے تکلف اون کے ساتھ سیر کو جاسکتا بغیر کسی محرم کے جو ایک عورت کے ساتھ اکیلا سفر کرسکتا ہے اُسکی وہی مثال ہے کہ ایک شخص جنگل میں رہتا ہے جسمیں شیروں۔ چیتوں۔ بھیڑیوں اور ریچھوں کے رہنے کی جگہ ہے تو خواہ وہ کتنا ہی اپنا بچاؤ کرے۔ آخر کار کسی دن کسی نہ کسی کا شکار ہو جاویگا۔ اسیطرح اس انسان کا بھی ضروری ہے کہ وہ کسی پھندہ میں پھنس جائے۔ حسن ایک جادو ہے۔ اور سب جادوؤں سے زبردست جادو بڑے بڑے سخت دلوں والے اسکی زد سے نہیں نہیں بچ سکے مگر جنکو خدا نے توفیق دی۔ پس جبکہ ایک شخص پر ہر وقت یہی جادو چلتا ہو وہ کہانتک خیر منا ئیگا۔ وہی معاملہ ہے کہ

" بکرے کی ماں کبتک خیر منائے گی "

آخر رفتہ رفتہ انسان کا دل سرد ہو جائیگا اور وہ تمام مذہب کا جوا اپنی گردن پر سے اوتار دے گا۔ اور اس کا لازمی نتیجہ وہ کثرت بدکاری ہوگی کہ جسکا کوئی ٹھکانا یورپ میں نہیں گناہوں کی کثرت اور مذہب سے بیزاری کا اثر یہ ہوتا ہے کہ انسان دہریہ ہو جاتا ہے اور یہ ثابت شدہ بات ہے کہ یورپ میں باوجود اسقدر مذہب کے زور کے اور باوجود اس کے کہ غریب اپنی جاڑے کا ایک وقت کا میٹھا چھوڑ کر لاکھوں روپیہ بچاتے ہیں کہ تا اُس سے غیر مذاہب والوں کو اُن کے مذہب سے برگشتہ کر کے عیسائیت میں داخل کیا جائے۔ پھر بھی دہریت کی وہ کثرت ہے کہ اگر پادری ہی جو کہ مذہبی امام ہوتے ہیں اپنے عہدہ سے ریٹائر ہونے کے بعد کتابیں شائع کرتے ہیں کہ مذہب کچھ بھی نہیں اور سب ڈھکوسلہ ہے۔ یہ سب جیسا کہ میں پیچھے کہہ چکا ہوں اس پردہ کی مخالفت کا اثر ہے۔

پچھلے دنوں میں فرانس کے دارالخلافہ کی عورتوں نے گورنمنٹ کو عرضی دی تھی کہ نکاح بیفائدہ ہے اور اس بخور سسم کو اڑا دینا چاہیئے۔ کیونکہ یہ نیچر کے برخلاف ہے۔ نیچر نے تو یہ اصول نہیں باندھا کیونکہ تمام جانوروں میں یہ کہیں نہیں پایا جاتا۔ سوائے انسان کے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ نیچر کا اصول نہیں ہے معلوم نہیں کہ گورنمنٹ فرانس نے اس عرضداشت کا قبول کرنا کیوں برا سمجھا۔ کیونکہ یہ پردہ پر ایک نمبر ترقی کا بڑھا ہوا تھا۔ پھر جو امریکہ میں آجکل

یہ گھبراہٹ پھیلی ہوئی ہے کہ لوگ نکاح نہیں کرتے اور یہ تجویز کر رہے ہیں کہ ایسے لوگوں پر جو شادی نہیں کرتے ٹیکس لگایا جائے یہ کس وجہ سے ہے صرف اسوجہ سے کہ پردہ کے نہ ہونے سے لوگوں کو اپنی ہوس پرستی میں کوئی دقت پیش نہ آوے اونہوں نے کہا کہ چلو خواہ نخواہ نکاح کا جوا اپنی گردن پر کیوں رکھیں۔ پچھلے ہی دنوں میں جو وزیر اعظم کا گھر انگلستان کی عورتوں نے گھیر لیا تھا۔ اور کچھ آزادیاں چاہتی تھیں وہ اسی کا نتیجہ نہیں تھا تو اور کیا تھا۔ جسوقت پولیس نے اُنکو ڈنڈی مار کر منتشر کیا۔ اُسوقت اون کے خاوند تو بہت خوش ہوتے ہونگے۔ کہ واہ وا پردہ کے نہ ہونے سے جو قوم نے ترقی کی ہے یہ اس کا ثمرہ مل رہا ہے پھر ابھی دو مہینے بھی نہ گذرے ہونگے جو شور و فساد عورتوں نے پارلیمنٹ میں مچایا تھا اور جو عمدہ سلوک اُنکے ساتھ کیا گیا تھا وہ بھی شاید مارننگ پوسٹ کے خیال میں ایک بیّن دلیل اسکی ہوگی کہ قوم نے اس رسم کے اُڑا دینے کی بدولت کسقدر ترقی کی ہے۔ پھر یہ اسی کی بدولت ہوا۔ کہ گورنمنٹ روس کو یہ قاعدہ جاری کرنا پڑا تھا کہ جو عورت راہ چلتے انسان کا بازار میں یا گلی میں بوسہ لے اُسکو یہ سزا دی جائے (شاید قریباً ایک گنی کے برابر جرمانہ دینا پڑتا ہے) اور یہ اس لئے کرنا پڑا کہ راہ چلتے انسانوں کو راستہ چلنا مشکل ہوگیا تھا جہاں کسی عورت نے کسی حسین مرد کو دیکھا اور وہیں بڑھکر اُسکا بوسہ لیا۔ پھر اس تہذیب کا ایک تازہ کرشمہ فرانس کا ایک مشہور واقعہ ہے جہاں کہ ایک پولیس انسپکٹر کو بیس پچیس عورتوں نے پکڑ لیا اور کسی نے اوس کی ٹوپی اوتار دی کسی نے کوٹ کسی نے طمانچہ مارا ایک نے بڑھکر اوس کا بوسہ لے لیا بڑی مشکل سے وہ وہاں سے جان چھوڑاکر بھاگا۔ یہ ہیں نتائج اُس تجربہ کے۔ جو یُورپ نے پردہ کے ترک کرنے سے کیا۔ کیا عورتیں جب پردہ کرینگی تو کہاں وہ ایسی باتیں کر سکتی ہیں۔ شرم و حیا اُنمیں پائی جائیگی۔ جس عورت نے سوائے اپنے چند قریبی رشتہ داروں کے اور خاوند کے اور مرد کو دیکھا تک نہیں یا کلام تک نہیں کیا اُس سے وہ بدکاریوں اور شراب خواریوں کے جرم کہاں سرزد ہو سکتے ہیں۔ جو اُس عورت سے جو مردوں میں بلا محابا پھرتی ہے۔ وہ محبت اُس عورت کو خاوند سے کہاں ہو سکتی ہے جو کہ ایک پردہ دار عورت کو اپنے خاوند سے ہوتی ہے کیونکہ اُسپر تو اپنے خاوند کے بیکراں احسان ہیں لیکن یہ سینکڑوں دوسرے ایسے شخص پاتی ہے جو کہ اسکو قسم قسم کے تحفے دیتے اور ہر طرح سے اسکی نازبرداری کرتے ہیں۔ اور مارننگ پوسٹ کا یہ لکھنا کہ یہ عورتوں کے لئے قید ہے بالکل غلط ہے۔ تجربہ ہم کو ثابت کر رہا۔ اور ہمکو یقین ہے کہ اگر عورتوں کو جو عفیفہ اور پاکدامن ہیں اون بازاری عورتوں کا ذکر نہیں جو پیشہ کرتی ہیں اور پہلے ہی اپنی عصمت کو کھو چکی ہوئی ہیں کہا جائے کہ وہ باہر مردوں میں بے پردہ چلی جائیں تو ان میں سے بہت ہوں کہ آخر نا امید ہو کر خودکشی کر لیں اسجگہ تھوڑا سا ذکر لوگوں کا ہونا بھی لازمی ہے کیونکہ ہم اون کا پہلے نام لے آئے ہیں اُن کے لئے تو ہمیں زیادہ ثبوت کی بھی ضرورت نہیں۔ کیونکہ اُس نے پردہ کو اُڑا تی ہی برخلاف اپنے جدی خدمت کے نیوگ کا مسئلہ جاری کر دیا کیونکہ نئے نئے جوش اُنکو اس بات پر مجبور کرتے تھے۔ کہ صاحب بہادر بنکے گھیوں میں بمعہ اپنی عورتوں کے ہوا خوری کو جایا کریں لیکن یہ دیکھکر کہ اس سے تو پھر وہی یُورپ والا حال ہوتا ہے۔ کیا چال چلیں کہ مذہب کا رنگ چڑھا کر ایک سلسلہ نیوگ کا نکال دیا۔ جس سے عورتیں بھی خوش ہو گئیں کیونکہ مذہب کے پردہ میں عیش پرستی کی آزادی ملگئی۔ اور چاہئے کیا تھا۔ سچ ہے کہ نیک نیکوں کے لئے ہیں اور بد بدوں کے لئے۔ یہ مصرعہ اُنپر صادق آتا ہے

ع کر گئے ہم سے چال پردہ میں"

بات یہ ہے کہ بغیر پردہ کے حفاظت عفت اور عصمت رہ ہی نہیں سکتی۔ مارننگ پوسٹ ایک خاندان کی عورتوں کی نسبت کہتا ہے کہ وہ پردہ ترک کر بیٹھی ہیں اور وہ اسبات پر خوش ہوتا ہے۔ لیکن کسی شاعر نے سچ کہا ہے ؎

بے پردہ کل جو آئیں نظر چند بیبیاں
اکبر زمیں میں غیرتِ قومی سے گڑ گیا
پوچھا جو اُن سے آپکا پردہ کدھر گیا
کہنے لگیں کہ عقل پہ مردوں کی پڑ گیا

شاید کسی شخص کی عقل پر پردہ پڑ گیا ہو اور کوئی ایسا گھر بیٹھا ہو اور شاید کوئی فاحشہ عورت اُس نے گھر میں ڈال رکھی ہو جس سے مارننگ پوسٹ کو دھوکا تھا پچھلے دنوں میں ایک اخبار کی تحریک پر کہ پردہ کو خیرباد کرو۔ ایک عورت نے نہایت ہی تیز ہو کر ایک اخبار میں مضمون دیا تھا کہ پہلے اپنی ماں بہن کو باہر نکالو اور بیوی اور لڑکی کو۔ تب دوسرے کو کہنا اور اسیطرح اور کئی عورتوں نے اُس ایڈیٹر کی خوب خبر لی اس سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ ہمارے ملک کی عورتیں اور ہمارے مذہب کی عورتیں کس زور سے پردہ کی حامی ہیں اور جو شخص اسکے برخلاف اُنکو کچھ کہے وہ سخت ناپسند کرتی ہیں۔ میرے خیال میں یہ مثل وہی ہے کہ مدعی سُست اور گواہ چُست۔ یورپ امریکا ہی کو یہ تہذیب مُبارک ہو۔ یہ ترقی اُنھیں کے ہی مناسب حال ہے۔ اور یہ دہریت جو اسکا نتیجہ اُن کے ہی لئے ہو۔ ہمکو ہماری شرافت عفت۔ عصمت ہی پسند ہے نہیں بلکہ ہم اُسپر فخر کرتے ہیں۔ بات یہ ہے۔ کہ اسکو یورپ والوں نے تریاق سمجھکر استعمال کیا تھا۔ لیکن اب ان کو معلوم ہو رہا ہے کہ وہ ایک زہر تھا۔ اُنھوں نے اُس کو مچھلی سمجھکر کھانا چاہا۔ لیکن وہ ایک کانٹا نکلا جو کہ حلق میں پھنس رہا ہے۔ اُنہوں نے رسّی سمجھکر اسکو پکڑا۔ لیکن وہ سانپ بنکر چمٹ گئی۔ اب وہ لبڑکاٹی عورت کی طرح جس نے کہا تھا کہ بجائے اس کے کہ میں اچھی ہو جاؤں" چاہتے ہیں کہ دوسروں کو بھی اس آزار میں مبتلا کریں۔ لیکن نہیں ایسا ہونا ناممکن ہے ✣

راقمہ محمود احمد ایڈیٹر رسالہ تشحیذ الاذہان
قادیان ضلع گورداسپور

آریہ سماج کا پول

اس نام کی کتاب شیخ عبدالعزیز صاحب نومسلم

سابق آریہ اپدیشک برہما نے بڑی تحقیق اور محنت سے لکھکر شائع کی ہے الحکم میں اس کا ریویو بھی درج ہو چکا ہے اب شیخ صاحب نے نہایت قابلیت کے ساتھ اسکا دوسرا حصّہ بھی اسیقدر ضخیم شائع کیا ہے مگر مجھے افسوس ہے کہ سرپرستان الحکم نے اس کتاب کی اشاعت میں کوئی مدد نہیں دی جسکی مجھے توقع نہیں تھی۔ میرا خیال تھا کہ کم از کم کئی ہزار کاپیاں خریداران الحکم میں شائع ہو سکتی تھیں جن میں سے ابھی چند کاپیوں ہی پر اکتفا کیا گیا ہے۔ میں امید کرتا ہوں۔ میرے اس نوٹ کے بعد اسکی تلافی ہوگی دونو حصّے دفتر الحکم میں موجود ہیں۔ جنکی قیمت عہ فی جلد ہے اور اسکے علاوہ ترک وید از م حصّہ دوم بھی دفتر الحکم سے ملسکتا ہے۔ یہ کتابیں جلد نکلنی چاہئیں۔ اسلئے کہ ان کتابوں کے بعد وہ تیسرا حصّہ اسی سرمایہ سے شائع کرنا چاہتے ہیں ایسے کارخیر میں انکو مدد دینا مسلمانوں کا فرض ہے بحالیکہ وہ کسی سے مفت ایک حبّہ بھی نہیں لینا چاہتے یہ کتابیں دفتر الحکم قادیان سے ملیں گی۔

ایڈیٹر الحکم قادیاں

استفسار کا جواب

عموماً مجھسے سوال کیا جاتا ہے کہ ہر احمدی مرزا صاحب کی تصویر رکھتا ہے اور اوس سے غرض اوسکی پرستش کی ہوتی ہے۔

میں بآواز بلند پکار کر کہتا ہوں کہ جو کوئی شخص مرزا صاحب کی تصویر پوجتا ہے وہ یقیناً مشرک ہے۔ اور شرک کرتا ہے۔ اور تصویروں کے بنانیکو مرزا صاحب سخت اور گندی بدعت سمجھتے ہیں چنانچہ یہاں کچھ ایسے کارڈ آئے تھے۔ جنپر آپ کی تصویر تھی تو آپ نے فرمایا کہ ان سب کو جلا دو۔

نیز یہ بات بھی بالکل جھوٹ ہے کہ ہر ایک مرزائی کے پاس مرزا صاحب کی تصویر ہوتی ہے۔ میرے پاس ہی کوئی نہیں۔ جو احمدی تصویر رکھتا ہے وہ مرزا صاحب کے بالکل خلاف کرتا ہے۔

مرزا تصویر کی پرستش کرانیکو دنیا میں نہیں آیا۔ فقط

نورالدین

حق بزبان جاری

مجھے عموماً شکایت ہے کہ ہمارے مخالف مخالفت اور عداوت کے تاریک غار سے کچھ ایسی شوریدہ سر ہو جاتے ہیں کہ وہ سلسلہ عالیہ کی خوبیوں کا اظہار کرنا گناہ سمجھتے ہیں اور جہانتک ان سے ہو سکتا ہے وہ سے غلط معنی پیش کرتے ہیں۔ تاہم خوشی کی بات ہے کہ دنیا حق گو لوگوں سے خالی نہیں۔ المصباح کا ایک عمدہ علمی رسالہ ہے جو ریاست جاوہ ملک مالوہ سے شائع ہوتا ہے۔ اسکے ناظرین میں سے کوئی ایک ایڈیٹر رسالہ مذکور سے سوال کرتا ہے کہ

کیا آپ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے مرید ہیں

اس کے جواب میں ایڈیٹر صاحب نے نہایت صاف گوئی سے کام لیا ہے یعنے جو کچھ انکا عقیدہ تھا اسکے ظاہر کرنے میں کسی ملامت کی پروا نہیں کی چنانچہ آپ لکھتے ہیں۔

"نہ صرف اسوجہ سے کہ میں مسلمان والدین کے یہاں پیدا ہوا بلکہ اس وجہ سے بھی کہ مجھے اپنے مذہب سے محبت بہت ہے میں مسلمان ہوں مگر میں مذہب کو ایک بحر ذخار سمجھتا ہوں جس میں غلاظت بھی پڑکر پاک ہو جاتی ہے جس اسلام کا میں پیرو ہوں وہ ایک تنگ اور پایاب پانی کا گڑھا نہیں۔ جو نہ ظاہر اور نہ مظہر ہر شخص خود کو راستی پر سمجھتا ہے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی بھی خود کو راستی پر سمجھتے ہیں۔ اس لحاظ سے کہ وہ خود اور ان کے بہت سے مریدین اسلام پر جو حملے ہوتے ہیں انکا بہت کامیابی سے مقابلہ کرتے ہیں۔ میں ان سب کو عزت کی نگاہ سے دیکھتا ہوں۔ مگر نہ ان کی جماعت میں شامل ہوں نہ انکے دعاوی پر ایمان لایا ہوں"

اس رائے پر مزید ریمارک کی حاجت نہیں میری غرض اس اقتباس سے صرف اتنی ہے کہ وہ لوگ جو اس سلسلہ میں شامل نہیں لیکن انصاف پسند طبیعت رکھتے ہیں صاف طور پر اقرار کرتے ہیں کہ یہ سلسلہ کیا کر رہا ہے۔ باایں ہمہ تنگدل مخالف ہمیں کہتے ہیں کہ ہم اسلام کو بدنام کرتے ہیں؟

اگر خدمت اسلام کا نام مخالفت اسلام اور کفر ہے تو پھر مسّن رکھو۔
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم